بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام میں عورت کا مقام

شیخ العرب والعجم علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ

ناشر: جمعیت اہل حدیث سندھ

سلسلہ مطبوعات 24



اسلام میں عورت کا مقام

افادات

فضیلۃ الشیخ سید بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ

مقدمہ

الشیخ حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ

ناشر: جمعیت اہلحدیث سندھ (کراچی ڈویژن)
دفتر: جامع مسجد الراشدی موسیٰ لین لیاری کراچی فون: 7511932

نام کتاب : .... اسلام میں عورت کا مقام

افادات : .... شیخ العرب والعجم ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی رحمہ اللہ

مقدمہ : .... الشیخ حافظ عبدالحمید اظہر حفظہ اللہ

تصحیح و نظر ثانی : .... الشیخ ابراہیم یوگوی حفظہ اللہ

ترتیب : .... الشیخ عبدالرحمٰن میمن حفظہ اللہ

تاریخ اشاعت سوئم : ...... صفر ۱۴۲۱ھ بمطابق مئی ۲۰۰۱

تعداد : 1100

کمپوزنگ : .... (مکتبہ نور حرم)

قیمت : .... -/30

﴿ادارہ کی مطبوعات مندرجہ ذیل پتوں سے مل سکتی ہیں﴾

☆ دفتر جمعیت اہلحدیث سندھ جامع مسجد الراشدی، موسیٰ لین لیاری۔ کراچی فون: 7511932

☆ مکتبہ نور حرم ۶۰ نعمان سینٹر بلاک ۵ گلشن اقبال۔ کراچی فون: 4965124

☆ مکتبہ اہلحدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ کراچی فون: 2635935

☆ محمد جنید، مکتبہ توحید، دلی مسجد دہلی کالونی۔ کراچی

☆ عتیق سنز، مین اردو بازار۔ کراچی فون: 2631220

☆ مکتبہ الدعوۃ السلفیہ نزد محمدی مسجد اہلحدیث، پکا قلعہ دروازہ۔ حیدر آباد

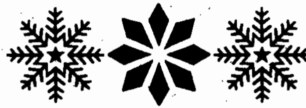
☆ مکتبہ السلفیہ، شیش محل روڈ۔ لاہور

☆ مکتبہ قدوسیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار۔ لاہور

☆ مکتبہ اسلامیہ، بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ۔ فیصل آباد فون: 631204

☆ جامع مسجد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سیکٹر G-11/2۔ اسلام آباد

فہرست



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین و العاقبۃ للمتقین و الصلاۃ و السلام علی المبعوث رحمۃ للعالمین نبینا محمد و علی آلہ و صحبہ اجمعین و من تبعھم باحسان الی یوم الدین ۔ امابعد:

یہ جہان رنگ وبو وکارگہ ہست وبود کہ مرد و عورت جس کا ایک حصہ ہیں اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت سے عدم سے وجود میں آیا اور اس کے مقرر کردہ نوامیس پر ہی قائم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿انا کل شیء خلقناہ بقدر﴾ (سورۃ القمر / ۴۹) ہم نے ہر چیز ایک اندازۂ مقرر کے ساتھ پیدا کی ہے۔

یعنی کائنات کی کوئی چیز الل ٹپ پیدا نہیں کی گئی بلکہ ایک محکم نظام ہے جو مقررہ وقت تک کیلئے رواں دواں ہے اور اسے اس کے مقرر کئے ہوئے وقت پر ہی اسی کے حکم سے اپنے انجام کو پہنچنا ہے۔ ﴿ذلک تقدیر العزیز الحکیم﴾ اس نظام کا دارو مدار توازن و اعتدال پر رکھا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿و السماء رفعھا و وضع المیزان۔ الا تطغوا فی المیزان و اقیموا الوزن بالقسط و لا تخسروا المیزان﴾ (الرحمٰن / ۷۔۹)

اور اس نے آسمان کو بلند کیا اور میزان قائم کر دی' اس کا تقاضا ہے کہ میزان میں خلل نہ ڈالو۔ انصاف کے ساتھ وزن درست رکھو اور ترازو میں ڈنڈی نہ مارو۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس پورے نظام کو عدل و توازن پر قائم فرمایا ہے اگر کائنات کی مختلف اشیاء میں توازن اور عناصر میں اعتدال نہ قائم کیا گیا ہوتا تو یہ کارگہ ہستی نابود ہو جاتی۔ اور یہاں زندگی کا نام و نشان تک باقی نہ رہے۔ اور جب انسان ایسی کائنات کا حصہ ہے جس کا سارا نظام عدل و توازن پر قائم ہے تو اس کا بھی فریضہ ہے کہ عدل قائم کرے۔

اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے کہ فریضۂ عدل سے عہدہ برآ ہونے کیلئے اس نے اس ظلوم و جہول مخلوق کو اس کی فریب خوردہ عقل و خرد کے حوالے نہیں کیا بلکہ اس کی رہنمائی کیلئے رسول

مبعوث فرمائے اور کتابیں نازل فرمائیں ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿لقد ارسلنا رسلنا بالبینات و انزلنا معھم الکتاب و المیزان لیقوم الناس بالقسط﴾ (الحدید)

تحقیق ہم نے اپنے رسولوں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور ترازو یعنی قواعد عدل نازل کئے تاکہ لوگ انصاف قائم کریں۔

گویا تمام رسول تین چیزیں لے کر آئے تھے۔

۱۔ کھلی نشانیاں جو ان کے رسول برحق ہونے کا ثبوت۔

۲۔ کتاب جو اللہ تعالیٰ کا انسانیت کے نام پیغام ہدایت ورحمت

۳۔ میزان یعنی وہ معیار حق جو ترازو کی طرح تول کر بتا دے کہ افکار، اخلاق اور معاملات میں افراط و تفریط کی مختلف انتہاؤں کے درمیان انصاف کی بات کیا ہے۔

مقصد یہ تھا کہ انسان کا رویہ اور انسانی زندگی کا نظام انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی عدل پر قائم ہو۔ ایک طرف انسان حقوق و فرائض سے آگاہ ہو اور ایسا معاشرہ تشکیل پائے جہاں حیات اجتماعی کے تمام شعبوں میں عدل کا دور دورہ ہو۔ تمام عناصر اپنے حقوق پائیں اور اپنے فرائض ادا کریں۔

سلسلۂ نبوت ورسالت حضور ختمی مرتبت پر ختم ہوا آپ ﷺ آخری نبی اور قرآن آخری کتاب ٹھہرا اور قرآن نے اعلان کر دیا :

﴿الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا﴾ آج میں تمہارا دین تمہیں پورا دے چکا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

یعنی صرف یہی نہیں کہ دین بہمہ وجوہ تکمیل کو پہنچا اور اسلام کے آفتاب ہدایت طلوع ہونے کے بعد اب کسی چراغِ راہ کی ضرورت نہیں رہی بلکہ اس کا لایا ہوا نظام صدق و عدالت کی معراج ہے۔ ﴿و تمت کلمة ربك صدقا و عدلا﴾ اور تیرے رب کا کلام سچائی اور انصاف میں حد تمام کو پہنچا۔ اس سے آگے صداقت کا کوئی درجہ ہے اور نہ اس سے آگے عدل و انصاف کا کوئی

مرحلہ۔ اسلام ہی تو ہے جس نے سب سے پہلے صداقت کا اعلان کیا کہ مرد و عورت ایک ہی نسل سے ہیں۔

﴿یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا و بث منھما رجالا کثیرا و نساء﴾(النساء/۱)

لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک شخص یعنی (آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔

اسلام ہی تو ہے جس نے عورت کے ساتھ حقیقی انصاف کیا اور مظلومیت و اتہام کے عقوبت خانے سے نکال کر انسانیت کے مقام رفیع پر فائز کیا اور اعلان کیا کہ اخلاق و روحانیت کے بلند مراتب میں بڑھنے کے کیلئے شریعت کے دروازے مردوں کی طرح عورتوں پر بھی کھلے ہیں۔

﴿و من یعمل من الصالحات من ذکر و انثی و ھو مؤمن فاولئك یدخلون الجنة و لا یظلمون نقیرا﴾

اور عورت ہو یا مرد جس نے نیک کام کئے بشر طیکہ وہ مؤمن ہو تو وہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر تل بھر بھی ظلم نہیں ہوگا۔

اور اسلام ہی تو ہے جس نے یہ فیصلہ سنایا کہ عورت کے بھی حقوق ہیں، صرف فرائض نہیں ﴿و لھن مثل الذی علیھن بالمعروف﴾ اور عورتوں کے حقوق مردوں پر ویسے ہی ہیں جیسا کہ دستور کے مطابق مردوں کے عورتوں پر ہیں۔

افسوسناک حیرت ہے کہ علم و آگاہی اور اکتشافات کے دور سے موسوم اس زمانے میں جہالت بلکہ جاہلیت اولیٰ کو رواج دینے کی کوشش کی جا رہی ہے اور عورت کو اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے برگشتہ کر کے اسے اس مقامِ رفیع سے محروم کرنے کی سعی نامبارک کی جا رہی ہے جس پر اسلام نے اسے فائز کیا تھا۔ جرأت اور دلاوری کا یہ عالم ہے کہ فرائض سے فرار کا نام حقوق رکھ کر اور باعث صد اعزاز ذمہ داریوں کو قید و سلاسل باور کرا کے "آزادی نسواں" کا جال پھینکا جا رہا ہے۔ اور اسلام کے مردِ آزما مردِ آفریں اور محافظِ ناموس نظام کے احسانات کا بدلہ الزام تراشی کی صورت میں دیا جا رہا ہے۔

اسلام اس سے کہیں بلند ہے کہ اس کا مطلع ان کوتاہ آستینان کی اڑائی ہوئی خاک سے گرد آلود ہو' البتہ بعض لوگوں کی بصارت اس سے ضرور متاثر ہوئی ہے۔ اللہ جزاء خیر دے ان اہل علم و قلم کو جنہوں نے ہر دور میں اسلام کے خلاف اٹھائے گئے شبہات کا ازالہ کیا۔ جزاهم الله عنا و عن الاسلام خيرا۔

حقوق نسواں کے موضوع پر قلم اٹھانے والوں کی بھی کمی نہیں لیکن مخدومنا و شیخنا و شیخ مشائخنا سید بدیع الدین الراشدی رحمہ اللہ کا اپنا انداز ہے۔ وہ اپنے مسلک محدثین کی توانا ترین آواز تھے۔ ان کے انداز تقریر و تحریر میں علم کی گہرائی بھی ہے اور تحقیق و ثقاہت بھی' دلیل و برہان کی صلابت بھی ہے اور بیان کی لطافت بھی' حمایت حق میں جلال بھی ہے اور تلقین و تذکیر کا سوز بھی۔ ان کی اکثر تالیفات مقامی ضرورت کے پیشِ نظر سندھی زبان میں تھیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ ان کے تلامذہ نے ان کی گرانقدر مؤلفات کو اردو اور عربی کے قالب میں ڈھال کر ان کے نور بصیرت کو عام کرنے کا سامان بہم پہنچایا ہے۔ جزاهم الله عن العلم و طلبة العلم خير الجزاء۔

کہ تشنگانِ معارف شیخ بدیع الدین کب سے زبان حال سے کہہ رہے تھے ۔

زبانِ یارِ من سندھی و من سندھی نمی دانم

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالہ کو افادۂ عوام کا ذریعہ بنائے۔ اور اہل ایمان کیلئے تقویت ایمان اور اہلِ زیغ و زلل کے لئے سرمایۂ ایقان بنادے اور حضرت مؤلف اور جن احباب نے اس کی اشاعت میں کسی طرح سے بھی حصہ لیا ان سب کی مقبول نیکیوں میں سے کردے۔ (آمین)

انه سميع مجيب

خادم العلم والعلماء

حافظ عبدالحمید ازہر

خطیب محمدی مسجد راولپنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ باللّٰہ مِنْ شرور أنفسنا وسيأت اعمالنا من يهده اللّٰہ فلا مضل له ومن يضلل فلا هادى له، ونشهد أن لا إله إلا اللّٰہ ونشهد أن محمدا عبده ورسوله۔

اللهم صل عَلٰى محمد وعَلٰى آل محمد كماصليت عَلٰى إبراهيم وعَلٰى آل إبراهيم انك حميد مجيد

اللهم بارك عَلٰى محمد وعَلٰى آل محمد كما باركت عَلٰى إبراهيم وعَلٰى آل إبراهيم انك حميد مجيد

اما بعد ! فإن خير الكلام كلام اللّٰہ وخير الهدى هدى محمد صلى اللّٰہ عليه وسلم وشر الأمور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار

من يطع اللّٰہ ورسوله فقد رشد واهتدى ومن يعص اللّٰہ ورسوله فقد ضل وغوى

أما بعد! فأعوذ باللّٰہ من الشيطٰن الرجيم من همزه ونفخه ونفثه

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ أنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً إنَّ فِي ذٰلِكَ لاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾

(سورہ روم آیت نمبر :۲۱)

معزز سامعین! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج کی نشست میں مجھے جس عنوان کے تحت خطاب کرنا ہے وہ آپ اشتہارات واخبارات کے ذریعہ معلوم کر چکے ہونگے اس سے قبل میں اسی ہال میں ''حقوق العباد'' کے موضوع پر آپ سے خطاب کر چکا ہوں یہ مضمون بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ اسلام میں عورتوں کے لئے بھی حقوق ہیں اور وہ کیا ہیں؟

حقوق اسلام میں دو قسم کے ہیں:

نمبر ا۔ حقوق اللہ نمبر ۲۔ حقوق العباد

اسلام نے عورتوں پر بھی دونوں حقوق رکھے ہیں، یہ مضمون حقوق العباد ہی کے تحت آتا ہے آپ گذشتہ نشست میں سن چکے ہیں کہ حقوق العباد کی اسلام میں کتنی اہمیت ہے ان کے کتنے فوائد ہیں اور حقوق العباد سے غفلت برتنے میں کیا کیا نقصانات ہیں۔

عورتوں کے لئے اسلام نے جو حقوق مقرر کیے ہیں وہ ان کی طبیعت اور مزاج کے مطابق مقرر کیے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے اور خالق اپنی مخلوق کو اچھی طرح جانتا ہے، اس کی طبیعت کو اس کی طاقت کو اس کے عمل کو اچھی طرح جانتا ہے، جو کاریگر کسی چیز کو بناتا ہے تو اس کی حقیقت سے وہ اچھی طرح واقف ہوتا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارا حقیقی خالق ہے، پیدا کرنے والا ہے، انسان یا غیر انسان کے اندر جو اوصاف ہیں وہ اسی کی ودیعت کردہ ہیں اس لئے وہ سب سے زیادہ ہماری طبیعتوں اور فطرتوں کو جانتا ہے۔ چنانچہ عورت کے

لئے اللہ تعالیٰ نے جو حقوق مقرر فرمائے ہیں وہ اس کی فطرت وطبیعت کے موافق بنائے ہیں، ایک تو اللہ تعالیٰ نے عورت کی طبیعت وفطرت میں نزاکت رکھی ہے، دوسری چیز شرم وحیا کو خصوصیت سے رکھا ہے ویسے تو حیا ایمان کی نشانی ہے۔

"الحياء شعبة من الإيمان"

(بخاری ج:۱۔ص:۲۹ رقم الحدیث:۹، کتاب الایمان)

حیا ایمان کی ایک شاخ ہے، ایمان کا ایک شعبہ ہے۔

عورت کی حیا مثالی ہوتی ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ کے حیا کے متعلق حدیث میں یوں آیا ہے:

"كَانَ النبی ﷺ أشد حياء من العذراء"

(بخاری ج:٤، ص:١٩٢٨ رقم الحدیث:٤١٠٢، ٤١١٩)

نبی کریم ﷺ کنواری لڑکی سے زیادہ حیادار تھے۔

تو معلوم ہوا کہ عورتوں کی حیا مثالی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں چیزیں ان کی فطرت کے مطابق رکھی ہیں، تیسری چیز جس میں مرد اور عورت دونوں شریک ہیں وہ اطاعت کا مادہ احسان اور بھلائی کا جذبہ ہے، یہ جذبہ اللہ تعالیٰ نے دونوں میں رکھا ہے۔ جس کی بناء پر دنیا چل رہی ہے یا چل سکتی ہے عورتوں کی نزاکت، شرم وحیا کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمے وہی کام لگائے ہیں جن کو وہ صحیح طور پر ادا کر سکیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

عورت کی ذمہ داری

اسلام نے عورتوں کے ذمے داخلی معاملات لگائے ہیں یعنی گھریلو معاملات عورتوں کے ذمے ہیں، گھر کی صفائی، بچوں کی نگہداشت، مرد کی آسائش و آرام کے انتظام، جملہ گھریلو ذمہ داری عورت کے سپرد ہے۔

مرد کی ذمہ داری

خارجی معاملات مرد کے ذمے لگائے ہیں ان کا کپڑا، کھانا، اور تمام ضروریات زندگی کو پورا کرنا یہ مرد کی ذمہ داری ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے :

"ولھن علیکم رزقھن و کسوتھن بالمعروف" (الحدیث)

ان کا کھانا ان کا کپڑا ان کی ضروریات زندگی تم کو پوری کرنی ہے۔

کمانا محنت و مشقت کرنا تمہارا کام ہے یعنی باہر کی ذمہ داری مردوں پر ہے عورت خارجی معاملات کی متحمل نہیں ہے، کیونکہ وہ صنف نازک ہے، نازک آدمی سے اگر کوئی بڑی محنت کا کام کرائیں تو یہ اس کے ساتھ ظلم ہوگا، بالکل اسی طرح عورت بھی نازک ہے، یہ اس کا کام نہیں کہ در در کے دھکے کھائے، محنت و مزدوری کرے، اللہ تعالیٰ نے یہ کام عورتوں کے نہیں بلکہ مردوں کے ذمے لگائے ہیں ایک جگہ یوں فرمایا کہ :

"اگر تم اپنے گھر بار بیوی بچوں کی حفاظت کے لئے لڑتے ہوئے مر گئے تو تم کو شہادت کا درجہ ملے گا"۔

تو اپنے گھر بار، بیوی بچوں کے لئے لڑنا ان سے مدافعت کرنا مردوں

کی ذمہ داری ہے۔

عورت اور دور جاہلیت

عورتوں سے محنت ومشقت کروانا دراصل ان کے ساتھ ظلم وناانصافی ہے، یہ سلوک دور جاہلیت میں عورتوں کے ساتھ کیا جاتا تھا، اسلام نے تو یہ ظلم ان پر سے ختم کرایا ہے اسلام سے قبل عورت کو عورت نہیں سمجھا جاتا تھا ان کے ساتھ انتہائی ناروا سلوک کیا جاتا تھا، جیسا کہ میرا مضمون "اسلام میں عورت کا مقام" ہے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اس پر بھی تھوڑی سی روشنی ڈالوں کہ دور جاہلیت میں عورتوں کے ساتھ کیسا سلوک ہوتا تھا تاکہ آپ پر واضح ہو سکے کہ اسلام نے عورت کو کیا مقام دیا ہے اور اسلام سے پہلے عورت کس مظلومیت کے ساتھ زندگی بسر کرتی تھی۔ قرآن حکیم میں فرعون اور اس کی قوم کا کئی جگہ ذکر آیا ہے ایک جگہ یوں ذکر ہے۔

﴿يُذَبِّحُوْنَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَائَكُمْ﴾ (سورة البقرة آيت،٤٩)

وہ تمہارے لڑکوں کو قتل کردیا کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رکھا کرتے تھے.

وہ لڑکوں کو کیوں قتل کرتے تھے یہ تو عام مسلمان جانتا ہے یہ میرے موضوع سے ہٹ کر ہے 'البتہ لڑکیوں کو کیوں زندہ رکھتے تھے اس کا تھوڑا تعلق میرے مضمون سے ضرور ہے احادیث میں اس کی تفسیر یوں آئی ہے کہ ان کو محض اپنی عیاشی کے لئے لونڈیاں بنا لیتے تھے اسلام سے پہلے عورتوں کو غلط استعمال کیا جاتا تھا۔

سب سے پہلا مسئلہ غلامی کا تھا' غلام مردوں کو بھی بنایا جاتا تھا لیکن مردوں کی بہ نسبت یہ عذاب عورتوں کے لئے زیادہ تکلیف دہ تھا کیونکہ وہ عورتوں کو اپنی نفسانی خواہشات کی بھینٹ چڑھاتے تھے۔ آپ فقہا کی کتابیں اٹھا کر دیکھئے اس میں جو لونڈیوں کے مسائل لکھے گئے ہیں کہ کس طرح عورتوں کو ذلیل کیا گیا ہے۔

غلامی اور سود

تو پہلا مسئلہ غلامی کا تھا کہ وہ لوگ سود کے زور پر لوگوں کو غلام بناتے تھے مثلاً کسی کو کھیتی باڑی کے لئے رقم کی ضرورت پڑ گئی وہ کسی سیٹھ یا ساہوکار کے پاس گیا کہ مجھے اتنی رقم کی ضرورت ہے ایک سال کے بعد رقم ادا کروں گا۔ وہ کہتا ٹھیک ہے رقم میں تم کو دے دوں گا لیکن سال کے بعد اتنا سود بھی لوں گا۔ وہ بے چارہ مجبور ہوتا تھا، سوچتا کہ چلو دے دوں گا کیونکہ اگر رقم نہ ملی تو کھیتی باڑی نہ ہو سکے گی۔ بیوی بچے کہاں سے کھائیں گے۔ اب سال کے بعد جب وہ حساب لگاتا تو وہ قرض ہی پورا نہیں ہوتا تھا تو وہ سود کہاں سے دے' بے چارہ پریشان ہوتا کہ کیا کرے، وہ ساہوکار جب اس کو پریشان دیکھتا تو منافقت کا ہاتھ پھیرتا کہ کوئی بات نہیں ہے یہ سال کامیاب نہیں گیا تو اگلے سال دے دینا ابھی تم اپنا کام چلاؤ، مقصد یہ ہوتا کہ سود کے جال میں ایسا پھنس جائے کہ پھر نہ نکل سکے۔ پھر اگلے سال مزید سود چڑھ جاتا۔ وہ پھر تسلی دیتا کہ کوئی بات نہیں تم میرے ہو میں تمہارا ہوں تم پریشان مت ہو اب بھی ناکام رہے تو کیا ہوا اگلے سال سہی اس طرح تین چار سال میں وہ بری طرح جکڑ جاتا (اللہ تعالیٰ کے فرمان) :

﴿لاَ تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً﴾ (سورۃ آل عمران آیت ۱۳۰)

میں اس نکتہ کو سمجھایا گیا ہے کہ آدمی سود در سود میں ایسا پھنس جاتا ہے کہ پھر خلاصی ناممکن ہو جاتی ہے۔ تین چار سال کے بعد وہ کہتا کہ اب تم ہی بتاؤ کہ کیا کریں تمہارا کوئی بھی سال کامیاب نہیں جاتا اتنا قرضہ ہو گیا ہے یہ کون ادا کرے گا؟ اب تم ایسا کرو کہ اپنی زمین اور مکان مجھے دے دو اور تم میرے پاس کام کرو میں تمہیں روٹی کپڑا دیتا رہوں گا وہ بے چارہ بھی سوچتا کہ اب اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں ہے۔ وہ ایسا ہی کرتا' اپنی زمین اور مکان اس کے حوالے کر دیتا ہے اور اس کی نوکری کرتا رہتا اور جب وہ مر جاتا تو اس کی اولاد اپنے آپ کو اس کا غلام سمجھتی، تو سب سے پہلا مسئلہ غلامی کا تھا۔ سود کے زور پر صرف اپنی آسائش اور عیاشی کے لئے وہ مردوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈیاں بنالیا کرتے تھے، اسلام نے مرد و عورت کو حقیقی آزادی دلائی، اسلام نے اس مسئلہ کو ختم کیا اور مردوں اور عورتوں کو اس عذاب سے نجات دلائی چنانچہ پیغمبر ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اعلان فرمایا کہ:

"کل ربا فی الجاهلية موضوع تحت قدمی هاتین"۔

(ابو داود، مسلم، ترمذی، ابن ماجة)

"اے لوگو آج سے پہلے جاہلیت کے زمانے کا جتنا سود تھا وہ میں نے اپنے قدموں کے نیچے روندیا، آج کے بعد کوئی کسی سے سود کا مطالبہ نہ کرے"۔

"اول ربا أضع ربا عباس بن عبد المطلب"۔

(ابو داود، ابن ماجة، مسند احمد بن حنبل)

"سب سے پہلے میں اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کے سود کو معاف کرتا ہوں"۔

اس لعلان کو سنتے ہی کئی صحابہ نے اعلان کیا کہ فلاں پر میرا اتنا سود تھا میں نے بھی معاف کیا۔ پھر اس طرح کئی صحابہ نے اپنے اپنے سود کو معاف کرنے کا اعلان کیا تھوڑی دیر میں کئی عورتوں اور کئی مردوں کی جان اس عذاب سے چھوٹ گئی جو سود کی وجہ سے پھنسی ہوئی تھی، اس کے علاوہ اسلام نے اس مسئلہ کو مادی طور پر بھی ختم کیا۔

اسلام اور غلامی

کفارے کے طور پر ایک غلام کو آزاد کرے، قسم کے کفارہ پر غلام کو آزاد کرنے کا حکم دیا، آپ اس واقعے سے اندازہ کریں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کسی بات پر اپنے بھانجے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہو کر قسم کھالی کہ تجھ سے کلام نہیں کروں گی، کچھ عرصے کے بعد بھانجے کے معافی مانگنے پر آپ نے معاف کر دیا اور اپنی قسم توڑ دی اب قسم کے کفارہ میں ایک غلام کو آزاد کرنا تھا ام المومنین نے ۴۰ غلام آزاد کئے، صحیح مسلم شریف میں حدیث ہے کہ بیٹا باپ کی کتنی ہی خدمت کرے لیکن وہ باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا اس کی صرف ایک صورت ہے کہ اگر اس کا باپ کسی کا غلام ہو تو وہ اس کو خرید کر آزاد کرے' تب اس کا حق ادا ہو جائے گا۔ اور روحانی طور پر بھی اس مسئلہ کو حل کیا فرمایا کہ غلام کو آزاد کرنے میں بڑا ثواب ہے اس کے علاوہ سمجھایا:

"أطعموهم مما تأكلون والبسوهم مما تلبسون" (مسلم)

"جو خود کھاتے ہو انہیں بھی اسی میں سے کھلاؤ، جو خود پہنتے ہو ویسا ہی ان کو بھی پہناؤ"۔

خود بخود ان کے ذہن میں یہ بات آئی کہ یہ کیسی غلامی ہے کہ ہمارے جیسا کھائیں ہمارے جیسا پہنیں، ان کے ذہن میں جو غلاموں کے لئے تصور تھا وہ ختم ہوا، حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کئی صوبوں کے گورنروں نے لکھا کہ ہمارے بیت المال میں زکوٰۃ کا پیسہ بڑھتا جارہا ہے کوئی بھی زکوٰۃ لینے والا نہیں ہے ہم جس کو بھی لینے کیلئے کہتے ہیں وہ کہتا ہے کہ میں زکوٰۃ کا مستحق نہیں ہوں۔ اور ہم کو اس پیسے کا کوئی بھی مصرف نظر نہیں آتا آپ حکم کیجئے کہ ہم کیا کریں، خلیفہ نے حکم دیا کہ تمہارے علاقے میں جو لونڈیاں اور غلام ہوں ان کو خرید کر آزاد کردو، یہ سب اسلام ہی کی مادی اور روحانی اصلاح کا نتیجہ تھا کہ تھوڑے عرصے میں غلامی ختم ہوگئی جبکہ پشتہا پشت سے غلام در غلام اور لونڈی در لونڈی چلے آرہے تھے اسلام نے اس غلامی کی لعنت کو ختم کیا۔ مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی آزادی کے ساتھ سکون کا سانس نصیب ہوا، کیونکہ غلامی کا عذاب مردوں کی بہ نسبت عورتوں پر زیادہ تھا۔

اسلام اور عظمتِ نسواں

مشرکین مکہ عورتوں کو جابجا تنگ کرتے تھے مثلاً اپنی بیویوں کو تنگ کرنے کے لئے کہہ دیا کرتے تھے کہ میں نے تجھے طلاق دی اور اس سے قطع تعلق کرلیا۔ اب نہ اس غریب کو چھوڑتے نہ اس سے قطع تعلق کرتے، یوں اس غریب کی زندگی عذاب میں مبتلا رکھتے، اس کے علاوہ اپنی لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی

مار دیتے، اسلام نے ان کو بھی سمجھایا :

"النساء شقائق الرجال"

کہ عورتیں مردوں کی جنس میں سے ہیں۔

انہیں بھی جینے دو، ان کا بھی حق ہے کہ دنیا میں رہیں اللہ تعالیٰ نے جتنی نعمتیں تم کو دی ہیں ان میں ان کا بھی حق ہے لہذا عورتوں کے ساتھ ظلم مت کرو۔

عورت 'دور جاہلیت کی رسومات اور اسلام

اس کے علاوہ بھی جاہلیت کی کئی رسمیں تھیں، جن کی وجہ سے عوتوں پر ظلم ہوتا تھا، مثلاً کسی نے اپنی بیوی کو ماں کہہ دیا اب وہ اس کی ماں بن جاتی۔

وہ اپنی بیٹیوں کو صرف اس لئے قتل کردیتے تھے تاکہ ان کی بیٹی کسی کی بیوی نہ بنے' وہ اس میں اپنی بے عزتی تصور کرتے تھے، آپ خود اندازہ کریں کہ پھر ماں کے لئے کیسے برداشت کرسکتے ہوں گے تو جن کو وہ ماں کہہ دیں وہ ان کی ماں بن جاتی خاص کر کہ اگر جوان ہے تو بقیہ تمام زندگی اس کیلئے عذاب بن جاتی' ایک ایسا ہی واقعہ آپ ﷺ کے سامنے پیش آیا ہا ایک عورت تھی خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا اس کے شوہر نے اس کو کہہ دیا کہ :

"أنت علی کظھر امی" تو میری ماں کے برابر ہے۔

وہ آپ ﷺ کے پاس آئی اور بتایا کہ میرے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہے میرے لئے کچھ کیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا میں کیا کروں ؟ جب تیرے شوہر نے کہہ دیا، وہ بار بار کہنے لگی کہ میرے لئے کچھ کیجئے۔ جھگڑے تک نوبت پہنچ گئی، آخر

قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی :

﴿قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ، وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ﴾ (سورۃ المجادلۃ / ۱)

ترجمہ : ”یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی، اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی، اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال وجواب سن رہا تھا۔ بیشک اللہ تعالیٰ سننے دیکھنے والا ہے“۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی پکار کو سن لیا جو آپ سے جھگڑا کر رہی تھی، ” تجادلك“ جدال سے ہے جس کا معنی ہے بار بار لوٹا رہی ہے۔ اللہ نے اس کی پکار کو سن لیا اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

﴿اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِیْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ﴾ (سورۃ المجادلۃ / ۲)

ترجمہ : ”تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل انکی مائیں نہیں بن جاتیں، انکی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے، یقیناً یہ لوگ ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں، بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے“۔

ان (ظہار کرنے والوں) پر جرمانہ ہے وہ جرمانہ ادا کریں اور اپنی بیویوں ر

اپنے پاس رکھیں۔ جاہلیت کی یہ رسم بھی اسلام نے ختم کردی کیونکہ اس رسم کی وجہ سے بھی عورتوں پر ظلم ہوتا تھا۔ اسلام نے تو ظلم کی تمام زنجیریں توڑدی ہیں جن کی وجہ سے لوگ ظلم کی چکی میں پس رہے تھے۔ اسلام نظامِ عدل ہے اسی لئے اسلام نے انسانوں کے ایک دوسرے پر حقوق رکھے ہیں تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو' جاہلیت کی ایک یہ بھی رسم تھی کہ اگر کوئی کسی لڑکے کو بیٹا کہہ دے تو وہ اس کا حقیقی بیٹا سمجھا جاتا تھا اس کو جائیداد میں سے حصہ دیا جاتا تھا مثلاً کسی کے دو بیٹے ہیں تو اس کی جائداد دو حصوں میں تقسیم ہوگی لیکن اگر اس نے کسی اور کے لڑکے کو بیٹا بول دیا تو جائداد تین حصوں میں تقسیم ہوتی۔ اس رسم سے ایک تو یہ ظلم ہوتا تھا کہ جو صحیح حقدار ہیں ان کی حق تلفی ہوجاتی، دوسرا یہ کہ جس کو منہ بولا بیٹا تصور کیا جاتا اس کی بیوی اس کی حقیقی بہو تصور کی جاتی وہ عورت اس کے لئے حرام ہوجاتی، اگر شادی کے کچھ عرصے کے بعد ان کا جھگڑا ہوجاتا' ان کا آپس میں نباہ نہ ہوتا اس صورت میں عورت کی زندگی عذاب بن جاتی، اس طرح کئی عورتوں کی زندگیاں عذاب بنی ہوئی تھیں۔ یہ واقعہ خود آپ ﷺ کے ساتھ پیش آیا، آپ ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن کی شادی زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ کردی تھی، زید رضی اللہ عنہ کو اپنا منہ بولا بیٹا کہتے تھے، زید کی پرورش بھی آپ ﷺ نے کی تھی۔ کچھ عرصے بعد ان میں رنجشیں پیدا ہوگئیں نباہ ہونا مشکل ہوگیا، یہ مسئلہ پیغمبر ﷺ کے لئے پریشانی کا باعث بن گیا، کیونکہ اگر چھڑاتے ہیں تو جوان عورت ہے گھر میں بٹھا نہیں سکتے، پھر دوسری شادی کریں تو کس کے ساتھ ایک شادی کے بعد تو یہ مصیبت بن گئی۔ پھر سب سے قریبی رشتہ تو

آپ ﷺ ہی کا تھا، آپ ﷺ زید رضی اللہ عنہ کو اپنا بیٹا بولتے تھے اس لحاظ سے وہ بہو بن گئی، اب اگر خود شادی کرتے ہیں تو لوگ کیا کہیں گے، یہی اعتراض سیتارس پرکاش میں سوامی دیانند (جس نے رنگیلا رسول لکھی ہے) نے کیا تھا کہ نعوذ باللہ اتنے عیاش تھے کہ اپنی بہو سے نکاح کرلیا، (آپ نے سوچا) اگر خود شادی کرتا ہوں تو یہ ملامت کے پہاڑ ڈھائیں گے، اگر چھڑاتا ہوں تو مصیبت اور اگر رہنے دیتا ہوں تو لڑکی کی زندگی عذاب بنتی ہے، آخر بہت سوچ کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ زید سے کہا جائے کہ طلاق نہ دے' شاید کچھ عرصے بعد نباہ کی کوئی صورت نکل آئے، فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آگیا:

﴿وَإِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَااللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لاَ يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْ اَزْوَاجِ اَدْعِيَائِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلاً، مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهُ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا، الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلاَ يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلاَّ اللّٰهَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا﴾ (سورة الاحزاب آیت ۳۷۔۳۹)

ترجمہ: جب کہ تو اس شخص سے کہہ رہا تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور تو نے بھی کہ تو اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھو اور اللہ سے ڈر اور تو اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھا جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کرنے والا تھا اور تو لوگوں سے خوف

کھاتا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار تھا کہ تو اس سے ڈرے۔ پس جب زید نے اس عورت سے اپنی غرض پوری کرلی ہم نے اسے تیرے نکاح میں دے دیا تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں (منہ بولے بیٹوں) کی بیویوں کے بارے میں کسی طرح کی تنگی نہ رہے جب کہ وہ اپنی غرض ان سے پوری کرلیں، اللہ تعالیٰ کا (یہ) حکم تو ہو کر ہی رہنے والا تھا۔ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے مقرر کی ہیں ان میں نبی پر کوئی حرج نہیں (یہی) اللہ کا دستور ان میں بھی رہا جو پہلے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے کام اندازے پر مقرر کئے ہوئے ہیں۔ یہ سب ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچایا کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تھے، اور اللہ تعالیٰ حساب لینے کے لئے کافی ہے۔

فرمایا اے نبی ﷺ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جس آدمی کو اللہ نے اسلام اور ایمان کی دولت سے نوازا ہو اور آپ نے بھی اس کی پرورش کر کے اس کے ساتھ مہربانی کی ہو، اب آپ اس کو کہتے ہو ﴿ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ ﴾ کہ اپنی بیوی اپنے پاس رکھو، آپ جو باتیں دل میں سوچ رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو میدان میں لانا چاہتا ہے۔ سب سے پہلے یہ بار آپ نے اٹھانا ہے تاکہ آئندہ مسلمانوں کے لئے مثال قائم ہو، زید کو اس کی ضرورت نہیں رہی، ہم نے آپ کی شادی ان کے ساتھ کردی۔

﴿ زَوَّجْنٰكَهَا ﴾، ہم نے آپ کی شادی ان کے ساتھ کردی، (جبھی بی بی صاحبہ اپنی سوکنوں سے فخر سے کہا کرتی تھیں: "زوجکن آباؤ کن وزوجنی اللّٰہ من فوق سبع سماوات" کہ تم سب کی شادی تمہارے والدین نے کی ہے

لیکن میری شادی اللہ تعالیٰ نے ساتویں آسمان پر کی ہے) تو فرمایا کہ آپ کی شادی ہم نے کردی کس لئے ﴿ لِكَيْ لاَ يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ﴾ تاکہ آئندہ مسلمانوں کے لئے مثال قائم ہو آئندہ مسلمان کے لئے ایسے معاملے میں کوئی رکاوٹ نہ رہے۔ اس لئے یہ ملامت پہلے آپ نے برداشت کرنی ہے، لوگ چاہے کچھ بھی کہیں، ﴿ وَتَخْشَى النَّاسَ﴾ آپ لوگوں کی ملامت سے ڈرتے ہیں، ﴿وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ ﴾ اللہ سے ڈرو اللہ کی بندیوں کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اس ظلم کی زنجیر کو توڑنا آپ کا کام ہے، ﴿ما كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَه﴾ نبی ﷺ جن کو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہو اس کو کسی حکم کے قبول کرنے میں تنگ دل نہیں ہونا چاہئے بلکہ تمام نبیوں کا یہی طریقہ چلا آیا ہے اللہ کا پیغام پہنچانے والے کسی بات سے نہیں ڈرتے ﴿وَيَخْشَوْنَهُ ﴾ اللہ سے ڈرتے ہیں، ﴿وَلاَ يَخْشَوْنَ أحدًا إلاَّ اللّٰه﴾ وہ اللہ کے سوا کسی اور سے نہیں ڈرتے، آپ کو دنیا کے لئے نمونہ بنایا گیا ہے، چنانچہ اسلام نے جاہلیت کی اس رسم کو توڑا جس کی وجہ سے کتنے ہی مردوں کے حق غصب ہو رہے تھے، اور کتنی ہی عورتیں اس رسم کی وجہ سے ظلم کی چکی میں پس رہی تھیں۔ ان سب کو اس عذاب سے نجات مل گئی، تو میں نے مختصراً آپ کے سامنے زمانہ جاہلیت کے حالات بیان کئے ہیں کہ عورت پر کیسا کیسا ظلم ہوتا تھا۔ اسلام نے جاہلیت کے ان رسومات کو ختم کیا اور عورتوں اور مردوں کو اس عذاب سے نجات دلائی، یہ میں نے بہت ہی مختصر طور پر بیان کیا ہے کیونکہ ٹائم کم ہے، ورنہ جاہلیت کے دور کے ظلم کی تاریخ بہت طویل ہے۔

اسلام میں خیر خواہی کی تعلیم

تو میرے بھائیو اور بہنو! دین اسلام نصیحت و بھلائی کا نام ہے، صحیح مسلم شریف میں ہے:

"إنما الدين النصيحة"

(ترمذی، مسلم، ابوداؤد، مسند احمد بن بن حمبل)

دین ہے ہی خیر خواہی اور بھلائی کا نام۔

اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام نازل فرما کر انسانوں کے ساتھ بھلائی خیر خواہی فرمائی ہے، اور اللہ تعالیٰ احسان و بھلائی کو پسند فرماتا ہے۔

دینِ اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ آپس میں بھلائی خیر خواہی کے ساتھ پیش آؤ، ایک دوسرے کے حقوق ادا کرو، اگر ہم ایک دوسرے کے حقوق کو ادا کریں تو یقینی بات ہے کہ کسی کے ساتھ کوئی ظلم نہ ہو گا۔

اسلام میں حقوق

اسلام میں حقوق دو قسم کے ہوتے ہیں جو پوری انسانی زندگی پر محیط ہیں۔

۱۔ حقوق اللہ، اللہ کا حق۔

۲۔ حقوق العباد۔ یعنی انسانوں پر ایک دوسرے کے حقوق۔

اللہ کا حق

سب سے پہلا حق اللہ تعالیٰ کا ہے اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ ہم اخلاص کے

ساتھ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں۔

رسول ﷺ کا حق

اس کے بعد پیغمبر ﷺ کا حق ہے وہ یہ کہ ہم اپنی پوری زندگی کے معاملات میں آپ کے قول وعمل کی اطاعت کریں، ہم چونکہ یہ دونوں حقوق صحیح طور پر ادا نہیں کرتے اس لئے دوسرے حقوق ادا کرنا ہمارے لئے مشکل ہو گئے ہیں۔

فتنہ، فساد کی وجہ

آج ہمارے اندر جو فتنے فساد پھیلے ہوئے ہیں وہ صرف اسی وجہ سے ہیں کہ ہم اپنی زندگی اسلامی احکام سے ہٹ کر گذار رہے ہیں، اگر ہم اللہ تعالیٰ اور پیغمبر اسلام ﷺ کے حقوق کو صحیح طور پر ادا کرنے لگیں تو باقی تمام حقوق ادا کرنا ہمارے لئے یقیناً آسان ہو گا۔

فتنہ وفساد سے نجات کا علاج

کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور آپ ﷺ کی اطاعت دونوں کے لئے اخلاص کی ضرورت ہے اور جب ہم میں اخلاص آجائے گا تو یقیناً اخلاص کی برکت سے ہم ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے لگ جائیں گے اور آج ہم جن فتنہ وفساد میں گھرے ہوئے ہیں وہ بھی اخلاص کی برکت سے ختم ہو جائیں گے۔

مرد کے حقوق

اب آیئے مرد کے حقوق، اللہ تعالیٰ نے جو حقوق مردوں کے ذمے

لگائے ہیں وہ کیا ہیں؟ اگر ہم اپنی پیدائش پر ہی غور کریں تو ہم پر واضح ہو جائے گا کہ ہمارے اوپر ایک دوسرے کے حقوق ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً﴾ (النساء آیت نمبر۱)

فرمایا: "اے لوگو! ڈرو اپنے پرودگار سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے پھر اس سے اس کی بیوی کو پیدا کیا، پھر ان دونوں سے تمام انسانوں کو پیدا کر کے پھیلا دیا"۔

اگر ہم اپنی پیدائش کے نکتہ پر ہی غور کریں تو ہم پر واضح ہو جائے گا کہ ہم پر ایک دوسرے کے کیا حقوق ہیں، مردوں کے مردوں پر، بھائی کے بھائی پر، چھوٹے بڑے کے حقوق، پھر اسی طرح بڑھتے جائیں، پڑوسی کے حقوق، پھر مردوں کے عورتوں پر، عورتوں کے مردوں پر حقوق ہیں، بہن بھائی کے حقوق، ماں کے حقوق، بیوی کے حقوق، بیٹی کے حقوق۔ کیونکہ نسل انسانی کا سلسلہ اسی طرح چل رہا ہے بات صرف غور و فکر کی ہے۔ اگر ہم ہر بات سے بے فکر ہو جائیں تو پھر ظاہر ہے کہ کچھ بھی نہیں رہتا، جیسا کہ میں نے شروع میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے، وہ ہماری فطرتوں اور طبیعتوں کو اچھی طرح جانتا ہے کہ کس میں کتنی طاقت ہے، پاور (Power) ہے اسی حساب سے اس نے ہمارے ذمے کام لگائے ہیں۔

مرد کو عورت پر فوقیت کی وجہ

اللہ تعالیٰ نے بعض باتوں میں مردوں کو برتری عطا فرمائی ہے، چنانچہ

فرمایا:

﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ اور مردوں کو بعض باتوں میں ان (عورتوں) پر فضیلت دی ہے۔

برتری کیوں دی ہے؟ ﴿وبما أنفقوا مِن أموالهم﴾ تاکہ عورتوں کی ضرورت زندگی کو پورا کریں۔

ان کا کھانا، ان کا کپڑا، ان کی حفاظت، دیکھ بھال یہ ذمے داری اللہ تعالیٰ نے مردوں پر لگائی ہے، ویسے حقوق دونوں کے ہیں ایک دوسرے پر، ﴿ولهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ حق دونوں کے ہیں مردوں کے عورتوں پر اور عورتوں کے مردوں پر، لیکن بعض معاملات میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو برتری عطا فرمائی ہے۔ مراتب ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اشرف المخلوقات بنایا ہے پھر تمام انسان اللہ کے بندے ہیں لیکن تمام بندوں میں نبیوں کا مرتبہ اللہ تعالیٰ نے زیادہ رکھا ہے۔ پھر تمام نبیوں میں ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا مقام ومرتبہ سب سے بلند ہے۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بعض باتوں میں عورتوں کی بہ نسبت مردوں کے درجات بلند کئے ہیں۔ میں نے یہ مثال اس لئے دی ہے کہ آج کل ہمارے یہاں تین قسم کے لوگ ہیں۔

تین قسم کے لوگ

1۔ وہ لوگ ہیں جو کسی کے حقوق کی پروانہیں کرتے، عورتیں مشکلات وعذاب میں مبتلا رہتی ہیں، لیکن وہ ان کے حقوق کی پرواہ نہیں کرتے۔ عورتوں کو پیر کی جوتی کے برابر سمجھا جاتا ہے، جس کی وجہ سے عورتوں میں بھی

نافرمانی آجاتی ہے، وہ بھی پھر مردوں کے حقوق ادا نہیں کرتیں۔

2۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مرد اور عورت دونوں برابر ہیں، یہ بات بھی عقل و نقل کے خلاف ہے' یہی آیت جو میں نے ابھی تلاوت (ذکر کیا ہے) کی ہے اس کے پہلے حصے کو تو مانتے ہیں دوسرے حصے کو نہیں مانتے، لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ اگر پہلا حصہ کلام اللہ ہے تو دوسرا حصہ بھی کلام اللہ ہے، اگر پہلا حصہ واجب الاطاعت ہے تو دوسرا حصہ بھی واجب الاطاعت ہے، پہلا حصہ ہے:

﴿ولهُنَّ مِثْلُ لَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ کہ جس طرح مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی مردوں پر حقوق ہیں۔ لیکن اگلے حصہ کو نہیں پڑھتے:

﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ اور بعض باتوں میں اللہ نے مردوں کے درجات بلند کئے ہیں ان کو فوقیت دی ہے، لہذا ان دونوں کے خیالات غلط ہیں۔

3۔ اعتدال پر وہ لوگ ہیں جو دونوں باتوں کو مانتے ہیں چاہے وہ مرد ہوں یا عورتیں اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اسی خصوصیت سے نوازا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں فرمایا:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾

ہم نے اس امت کو درمیانی امت بنایا ہے ان کے اندر نہ غلو ہے نہ زیادتی بلکہ میانہ روی ہے انصاف ہے نہ کسی کے حق کو پامال کرتے ہیں نہ کسی کے حق میں غلو، حد سے نہیں بڑھتے درمیانی چال چلتے ہیں۔ اس امت کو ہم نے مثالی امت

بنایا ہے تاکہ دوسرے لوگ ان کو دیکھ کر ان کے عمل کو دیکھ کر ہدایت حاصل کریں۔

اسلام مظلوم کی عزت و عصمت کا ضامن ہے

میں نے شروع میں بتایا تھا کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنی حد سے بڑھتے تھے۔ ایک دوسرے کے حق کو پامال کرتے تھے، طاقتور کمزور پر ظلم کرتے تھے تو مظلوم بھاگ کر اسلام میں پناہ حاصل کرتے تھے، صحیح بخاری شریف میں ایک حبشی عورت کا واقعہ ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ کبھی کبھی میرے پاس آکر بیٹھتی تو یہ شعر پڑھتی :

ویوم الوشاہ من تعاجیب ربنا   ألا إنه مِن ظلمة الكفر قد انجانی

یعنی اللہ کی مہربانیوں میں سے وہ ہار والا دن بھی عجیب مہربانی کا دن تھا کہ ایک بہانہ بنا کر اس نے مجھے کفر کے اندھیروں سے نکالا، میں جانتی نہ تھی کہ کفر کیا ہے میں اندھیرے میں تھی اس نے ایک بہانہ بنا کر مجھ کو ظلم و کفر کے اندھیروں سے نکالا۔

میں نے ایک دن اس سے پوچھا کہ تو جو یہ شعر پڑھتی ہے اس کا مطلب کیا ہے، اس نے بتایا کہ میں فلاں قبیلے میں ملازم تھی ایک دن میں بچے کو گھمانے کے لئے لے گئی، اس بچے کے گلے میں ریشم کا سرخ ہار تھا وہ راستے میں کہیں گر گیا مجھ کو پتہ نہ چلا میں جب بچے کو واپس لائی اور انہوں نے بچے کے گلے میں ہار نہ دیکھا تو مجھ پر چوری کا الزام لگایا کہ تو نے ہی ہار چرایا ہے میں نے ان کو بتایا کہ میں نے تمہارا ہار نہیں چرایا ہے لیکن وہ نہیں مانے اور مجھے ننگا کر کے میری تلاشی لی اس

سے زیادہ اور کیا بے عزتی ہو سکتی تھی۔ ابھی وہ تلاشی لے کر ہٹے ہی تھے کہ ایک چیل آئی اور وہ ہار وہاں پھینک کر چلی گئی۔ میں نے ان سے کہا کہ وہ پڑا تمہارا ہار تم مجھ پر الزام لگا رہے تھے، بات یوں ہوئی تھی کہ ہار لال رنگ کا تھا اور بچے کے گلے سے کہیں گر گیا، چیل وہاں سے گذری تو اسے لال رنگ کی کوئی چیز نظر آئی وہ سمجھی کہ گوشت کا ٹکڑا ہے وہ اٹھا کر لے گئی، لیکن جب معلوم ہوا کہ یہ گوشت نہیں کچھ اور ہے تو وہاں پھینک کر چلی گئی، بس میں وہاں سے سیدھی آپ ﷺ کے پاس آئی اور اسلام قبول کر لیا مسلمان ہو گئی اس لئے کہتی ہوں کہ وہ ہار والا دن اللہ کی مہربانی کا دن تھا۔ اب آپ دیکھیں کہ اگر ایک نوکر کی ایک مالک سے نہیں بنتی تو دوسرے مالک کے پاس چلا جاتا ہے لیکن اس عورت نے سمجھ لیا کہ یہ سارا ظلم کا اکھاڑا ہے، میں جہاں بھی جاؤں گی میرے ساتھ ظلم ہو گا، میری شرم وحیا اور میری عزت و عصمت کی حفاظت اگر ہے تو اسلام کے اندر ہے۔ جب ایسے لوگ تھے جو اسلامی احکام پر عمل پیرا تھے تو لوگ کفر سے، ظلم سے بھاگ کر اسلام میں آکر پناہ لیتے تھے، لیکن جب ہم نے ایک دوسرے کے حقوق کی پرواہ نہیں کی خواہ مرد ہوں یا عورت' وہ پناہ وہاں حاصل کرتے ہیں کہ جہاں کے لوگ ہمارے یہاں پناہ حاصل کرتے تھے یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ ہم نے ایک دوسرے کے حقوق کی پرواہ نہیں کی، ہم خود دوسروں کے حقوق غصب کرنے لگے تو یہ مفقود ہو گیا۔

معاشرہ میں بدامنی کے اسباب

ہمارا معاشرہ ماحول جو امن کا گہوارا تھا فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن گیا ہم تو

شکایت کرنا جانتے ہیں، فلاں نے یہ کہا فلاں نے ایسا کیا ہے، اولاد نافرمان ہے، کہنا نہیں مانتی بیوی نافرمان ہے، سوال یہ ہے کہ تم نے کب ان کے حقوق ادا کئے، تم نے اللہ تعالیٰ و پیغمبر علیہ السلام کی نافرمانی کی، اللہ کے حقوق کو غصب کیا، اللہ تعالیٰ نے تمہارے زیردستوں کے ہاتھوں تمہارے حقوق غصب کروائے، تم نے اپنے ماں باپ کی نافرمانی کی، اس کے صلے میں تمہاری اولاد نافرمان بن گئی۔ یہی کچھ تو زمانہ جاہلیت میں ہوتا تھا ایک دوسرے کے حقوق کو غصب کیا جاتا تھا، طاقتور کمزور پر ظلم کرتے تھے۔ اسلام نے ان تمام باتوں کو ختم کیا، اسلام تو صلہ رحمی کا سبق دیتا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آؤ، ایک دوسرے کے حقوق کا خیال کرو، لیکن آج مسلمان وہی کرنے لگے پھر ہم جن حالات سے گذر رہے ہیں وہ ہمارے سامنے ہیں، امن وسکون مفقود ہو چکا ہے۔

قیام امن کا علاج

اگر ہم چاہتے ہیں کہ امن قائم ہو تو امن صرف اور صرف تب ہی قائم ہو سکتا ہے کہ جب ہم اپنی زندگی اسلامی تعلیمات کے مطابق گذاریں گے۔ اب دیکھیں کیا مرد اپنے حقوق صحیح طور پر ادا کرتے ہیں، مردوں کے ذمے اللہ تعالیٰ نے باہر کے معاملات سپرد کئے ہیں، وہ کمائیں، محنت ومزدوری کریں، تجارت کریں، جدوجہد کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو برتری اسی لئے عطا فرمائی ہے اور عورتوں کے لئے حکم ہے کہ وہ پردے میں چاردیواری کے اندر رہیں بے پردہ نہ نکلیں۔

پردہ کے حکم کی وجہ اور بے پردگی کے نقصانات

پردے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہر کے تمام کام مرد کریں، لیکن آج ہمارے یہاں کیا ہو رہا ہے؟ باہر کے کام عورتیں کر رہی ہیں، ہم نے دیکھا ہے کہ مرد ساتھ ہوتے ہیں لیکن خریداری عورتیں کرتی ہیں کیا یہ اسلامی تعلیم کے مطابق ہے کہ عورتیں بن سنور کر خوشبو لگا کر بے پردہ بازاروں میں جائیں؟ اسلامی تعلیم تو یہ ہے کہ جو مرد بے پردہ عورتوں کو لے جاتے ہیں وہ دیوث ہیں، غور کریں وہ حضرات جو اپنی عورتوں کو اپنے ساتھ بے پردہ لے کر پھرتے ہیں۔ بے پردہ عورتوں کے پھرنے سے کیا نقصانات ہیں اس کی بحث آرہی ہے انشاء اللہ، پھر عورتوں کا خوشبو لگا کر بازاروں میں جانا، آپ ﷺ کا فرمان ہے جو عورت خوشبو لگا کر بازار میں جاتی ہے وہ زانیہ ہے، پھر غیر مردوں سے بے حجاب، بے پردہ بات چیت اس سے تو اسلام نے سخت منع فرمایا ہے، بلکہ حکم یہ ہے کہ اگر کسی مجبوری کی بناء پر غیر مرد سے بات کرنی پڑ جائے تو پردے کے اندر رہ کرے:

﴿فَلاَ تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِى قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلاً مَّعْرُوْفًا﴾

ترجمہ: "نرم لہجے میں بات نہ کرو کہیں جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی خیال نہ کرے، قاعدے کے مطابق بات کرو"۔ (الاحزاب ۳۲)

اگر تم کو کسی غیر مرد سے بات کرنی پڑ جائے تو گفتگو اس انداز سے مت کرو کہ مرد کو ایک موقع اور مل جائے کیونکہ کسی کے دل میں کیا ہے؟ بد نیت ہے؟ کس خیال کا آدمی ہے؟ کسی کو کیا پتہ؟ لہذا اس انداز میں گفتگو مت کرو کہ اگر بد نیت ہے تو اس کو تمہاری گفتگو سے اور موقع مل جائے بلکہ ایسے انداز میں گفتگو

کرو کہ اس کو کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہو جائے۔ لیکن یہاں کیا ہوتا ہے بات چیت عورت کرتی ہے، وہ بھی کس طرح بے پردہ اور انداز ایسا کہ جو میں بیان نہیں کر سکتا، پھر اگر کسی شیطان کو موقع مل جائے تو ہم کہتے ہیں کہ فلاں نے میری عزت برباد کر دی، فلاں ایسا برا آدمی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس کا موقع کس نے دیا کہ اس کی عزت پر کوئی ہاتھ ڈالے۔ اس کا رشتے دار اسکا بڑا ہے کیوں اس نے اس کو پردہ میں نہ رکھا؟ کیوں بے پردہ کر کے بازاروں میں اور تفریح گاہوں میں لے گیا؟ اس کو ڈھیل تو اس نے خود دی ہے، جب ان کو بے پردہ کر کے بازاروں میں، سینماؤں میں تفریح گاہوں میں لے جائیں پھر یہ بھی کہیں کہ کوئی ان کی طرف غلط ارادہ سے نہ دیکھے یہ کیسے ممکن ہے ؟؟؟

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ　　　　باز میگوئی دامن تر مکن ہشیار باش

کسی کو تختے کے ساتھ باندھ کر دریا میں ڈالو پھر اس سے کہو کہ دیکھنا دامن نہ بھیگے، یہ کیسے ممکن ہے۔

دوستو!

تم خود ان کو بے پردہ بناؤ، سنوار کے بازاروں میں غیر مردوں کے سامنے لاؤ پھر بھی وہ محفوظ رہیں! یہ ناممکن ہے، ایک آدمی اپنے پیسے کو بازار میں رکھ جائے تو ظاہر ہے کہ جس کو موقع لگے گا اٹھا کر لے جائے گا پھر وہ کہے کہ میرا پیسہ کوئی اٹھا کر لے گیا میں نے یہاں رکھا تھا' لوگ اسے یہی کہیں گے کہ بے وقوف کیا تمہارا گھر نہیں تھا' گھر پر رکھتے اب کیوں شور مچاتے ہو؟ یہ بالکل ایسی ہی بات ہے، پھر دیکھیں ہم اپنے پیسے 'کو مال کو بینکوں میں' گھروں میں چھپا کر رکھتے ہیں،

اگر ہم بس یا بازاروں میں جاتے ہیں اور ہماری جیبوں میں پیسہ ہو تا تو ہم بہت ہوشیار رہتے ہیں کہ کوئی جیب کترا جیب نہ کاٹ لے، یہ میں فطری بات کر رہا ہوں، ہم اپنے مال کو چھپاتے ہیں، کس لئے ؟اس لئے کہ پیسہ جاذب چیز ہے، مال اور پیسہ میں کشش ہے، جاذبیت ہے، جو ایمان دار کو بے ایمان، شریف کو کمینہ بنادیتا ہے، اچھے کو برا بنادیتا ہے، اسی لئے ہم اپنے مال کی حفاظت کرتے ہیں، اس کو چھپا کر رکھتے ہیں کہ پیسے میں جاذبیت ہے، کشش ہے، تو کیا عورت میں جاذبیت نہیں ؟ کیا عورت میں کشش نہیں ہے ؟ یقیناً ہے۔

عورت کو بے پردہ کرنے کا مقصد

پھر اس کو بازار میں کیوں لاتے ہیں ؟ اس کو کیوں نہیں چھپاتے ؟ یہ صرف اپنی عیاشی کے لئے کیا جاتا ہے کہ ہم اپنی عورتوں کو چھوڑیں تا کہ ہمیں بھی دوسری عورتوں سے ملنے کا موقع ملے، یہ وہ لوگ ہیں جو مغربی ذہن رکھتے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ عورت اور مرد دونوں کے حق برابر برابر ہیں، پھر وہی عورتوں میں یہ تحریک پیدا کرتے ہیں کہ تم کیوں چار دیواری میں قید رہتی ہو، اپنے آپ کو قید میں کیوں رکھتی ہو ؟ کیا تمہارا حق نہیں ہے ؟ تم انسان نہیں ہو ؟ تم بھی باہر نکلو مردوں کے شانہ بشانہ کام کرو، تم میں کس چیز کی کمی ہے ؟ یہ محض اپنی عیاشی اور اپنی آزادی کے لئے کیا جارہا ہے، کہ ہم آزاد رہیں اور عورتیں کمائیں بھی تا کہ معاشی فکر سے بھی ہم آزاد ہو جائیں، ہم پر کوئی بوجھ ہی نہ رہے، آپ خود سوچیں کہ یہ عورتوں کی آزادی کس قوم میں ہے ؟اسلام نے تو بہت سختی سے منع کیا ہے پھر یہ کس کی سنت ہے ؟ یہ تو غیر مسلموں کی سنت ہے،

یہودیوں اور عیسائیوں کی سنت ہے وہ اپنی عورتوں کو بے پردہ کر کے بازاروں میں لاتے ہیں، یورپ میں دیکھو کہ ہر جگہ عورت مرد کے شانہ بشانہ کام کرتی ہے، یہ مسلمانوں کی سنت نہیں ہے، بلکہ صحابہ کرام تو ان عورتوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے تھے، کیونکہ مسلمان عورتیں بے پردہ نہیں پھرا کرتی تھیں۔ اس کی بحث ان شاء اللہ اپنے مقام پر آئے گی۔ مجھے یاد ہے کہ پاکستان ہندوستان بننے سے پہلے ہندو اپنی عورتوں کو بے پردہ کر کے مردوں کو پھانسنے کے لئے لایا کرتے تھے، یا پھر میں نے عورتوں کو باہر لاتے پیروں کو دیکھا ہے، میرا مناظرہ ضلع سکھر میں ایک پیر کے ساتھ ہوا تھا تو میں نے دیکھا کہ جتنی تعداد اس کے ساتھ مردوں کی تھی اتنی تعداد اس کے ساتھ عورتوں کی بھی تھی، پھر کیا ہوا میری زبان اس کے بتانے سے قاصر ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عورتوں کو بے پردہ کر کے باہر لانے میں ان کا بڑا ہاتھ ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ درگاہوں پر، مزارات پر کیا ہوتا ہے، عورتیں کس طرح آتی ہیں۔ ان کو معلوم ہے کہ ان کے بغیر ہمارا کاروبار نہیں چلے گا، عورتوں کو جمع کرو تاکہ مزارات پر رونق رہے، کچھ عرصے پہلے بہاولپور کے کمشنر نے وہاں کے معززین کے کہنے پر ایک اصلاحی قدم اٹھایا تھا کہ کوئی عورت سینما میں نہ آئے اخبارات والے لکھتے ہیں کہ دوسرے ہی دن تمام سینما ہال خالی ہوگئے، آخر سینماؤں کے مالکان نے مل ملا کر یہ حکم واپس کروایا، بلکہ انہوں نے یہ اعلان کیا کہ جو مرد اکیلے آئیں گے ان سے تو ٹکٹ لیا جائیگا لیکن جو عورتوں کے ساتھ آئیں گے ان سے ٹکٹ نہیں لیا جائے گا تو اخبارات نے لکھا تھا کہ دوسرے ہی دن تمام سینما ہال بھر گئے بلکہ آدھے سے زیادہ عوام کی تعداد

باہر کھڑی تھی، یہ لوگ جانتے ہیں کہ عورتیں اگر بے پردہ نہیں آئیں گی تو تمام کاروبار بند ہو جائیں گے، پیغمبر ﷺ کا فرمان بالکل صحیح ہے : "النساء حبائل الشیاطین" مردوں کو پھانسنے کے لئے شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار عورت ہے، آج جس جگہ دیکھیں عورتوں کے غول کے غول نظر آتے ہیں کیا یہ اسلامی شعار ہے ؟

سب سے بڑا فتنہ

میرے بھائیو!

اسلام نے تو عورتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ گھر کی ملکہ ہے، اس کا مقام گھر کی چار دیواری ہے، اور ہم ان کو بے پردہ کر کے بازاروں میں لے آئے یہ بہت بڑا فتنہ ہے آج جو ہم فتنہ فساد میں گھرے ہوئے ہیں اس کا ایک بہت بڑا سبب یہ بھی ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے میرے بعد جتنے بھی فتنہ ہوں گے ان میں سب سے بڑا فتنہ عورت کا فتنہ ہوگا :

"ما ترکت علی أمتی بعدی فتنة أضر من فتنة النساء"۔

فرمایا : کہ میرے بعد جتنے بھی فتنے ہوں گے ان میں سب سے بڑا فتنہ یہ ہوگا کہ عورتوں کو فتنے کے طور پر استعمال کیا جائیگا"۔

آج آپ دیکھ لیں کہ ہر جگہ عورتوں کو استعمال کیا جارہا ہے کیا ایسا نہیں ہو رہا ؟ مجھے بتائیں وہ کون سی جگہ ہے جہاں عورتوں کو استعمال نہیں کیا جارہا ہے ؟ (سگریٹ اور موٹر سائیکل کی مشہوری تک میں عورتیں استعمال کی جاتی ہیں) آپ ﷺ کا فرمان پھر پڑھ لیں اور مجھے یہ بتائیں کہ ہم کیسے فتنوں سے بچ سکتے

ہیں ؟ جبکہ ہم تمام وہی کام کر رہے ہیں جس سے اسلام نے روکا ہے۔

پستی کا سبب

آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ کتنی اسلامی مملکتیں ہیں اور ان کا کیا حال ہے ہر جگہ ان پر کوئی نہ کوئی فتنہ مسلط ہے، اس کی وجہ ہمارے سامنے ہے، اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین سے روگردانی، اب دیکھیں کچھ لوگ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ کیا کریں مہنگائی اتنی بڑھ گئی ہے کہ پورا نہیں ہوتا اس لئے اگر عورت بھی کام کرے تو کیا حرج ہے ؟ آخر عورت مرد کی معاون ومددگار ہوتی ہے، یہ تاویل پیش کرتے ہیں۔ ان کی گھریلو حالت کیا ہوتی ہے۔ ٹی وی بھی ضروری ہے، ریڈیو لازمی ہے، صوفہ سیٹ وغیرہ اس کے بغیر زندگی بے کار ہے، پاکستانی مصنوعات موصوف خریدتے نہیں، ہر چیز باہر کی خریدتے ہیں، کپڑا جاپانی، دودھ باہر کا۔ خود پاکستانی ہیں، لیکن ہر چیز باہر کی خریدتے ہیں، کیونکہ شکل وصورت لباس یہ بھی باہر ہی کا ہوتا ہے، ہم دوسری قوموں کی نقالی کرنے لگ جائیں تو اپنی ثقافت اپنی معاشرت ہم کو بری لگنے لگتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ تم نے خود اپنی زندگی تنگ کی ہے، کیا ریڈیو ٹی وی اور صوفہ سیٹ وغیرہ کے بغیر گذارہ نہیں ہو سکتا ؟ کیا ضروری ہے کہ آپ ہر چیز باہر کی خریدیں ؟ اس کے بغیر بھی زندگی گذر سکتی ہے، اس میں عورتوں کا بھی ہاتھ ہوتا ہے، عورتیں بھی ضد کرتی ہیں کہ فلاں کپڑا لوں گی، فلاں کے گھر رنگین ٹی وی آگئی ہے، ہمارے یہاں آنا چاہئیے، یہ ساری ناجائز صورتیں ہیں جس کی وجہ سے ہم نے خود اپنی زندگی اجیرن کردی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللّٰهُ لاَ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلاَّ مَا آتٰهَا﴾ (الطلاق آیت ۷)

فرمایا: "کہ جن کا رزق تنگ ہو وہ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کریں"۔

اس آیت میں دونوں کا جواب موجود ہے، مردوں کے لئے بھی جو یہ کہتے ہیں کہ کیا حرج ہے اگر عورتیں بھی کام کرلیں، کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کریں۔

بے حیائی بڑھنے کا سبب

غیر ضروری چیزیں یعنی جن کے بغیر زندگی گذر سکتی ہو وہ لینا ضروری نہیں ہے۔ پھر ریڈیو ٹی وی ان میں کیا ہوتا ہے، سوائے اس کے کہ اپنے بیوی بچوں کو بے حیا بنایا جائے کیونکہ اس میں ناچ گانے' عشقیہ ڈرامے کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور اسی کا تو نتیجہ ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں بے حیائی اتنی بڑھ گئی ہے کہ آج ہر ذی شعور انسان پریشان ہے، نوجوان نسل تباہ ہو رہی ہے، لیکن ہماری آنکھیں نہیں کھل رہیں۔

عورتوں کو اسلام کی ہدایت

میرے بھائیو!

تمہاری آنکھیں کھلی بھی تو کیا فائدہ؟ اس (مذکورہ بالا) آیت میں عورتوں کو بھی سمجھایا گیا ہے کہ اگر تمہارے خاوند کے پاس تنگی ہے تو بے جا فرمائش مت کرو، یہ نہیں کہ تمہارے خاوند کی کمائی تو پانچ سو ہے لیکن فرمائش کرو

کہ مجھے فلاں کپڑے کا جوڑا بنانا ہے جو کہ تین سو روپے کا بنے گا یا مجھے فلاں جوتی لینی ہے جو دو سو کی ہے، یہ غلط ہے، بلکہ تم اپنی حیثیت کے مطابق فرمائش کرو، بیوی کو رفیق زندگی کہا جاتا ہے، تو رفیقِ زندگی کے کیا معنی ہیں دکھ سکھ کا ساتھی۔ اگر خاوند کے پاس فراوانی ہے تو تم اپنی فرمائش اسی حساب سے کرو، لیکن اگر تنگی ہے تو تم بھی ویسے ہی گذارہ کرو، خاوند کو تنگ مت کرو، کیونکہ تم تو تم ہو، اللہ تعالیٰ جو حقیقی خالق ومالک ہے اس نے بھی یہی قانون بنایا ہے : ﴿ لاَ یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا إلاَّ مَا اٰتٰھَا﴾ تم سے اللہ وہی مانگتا ہے جو تمہارے پاس ہے، مثال کے طور پر زکوۃ کو لو کہ چالیس بکریوں پر سال میں ایک بکری زکوۃ دینی ہے، اب دیکھیں کیا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ تمہارے پاس سال میں چالیس بکریاں ہوں یا نہ ہوں زکوۃ کی ایک بکری دے دو۔ کیا اللہ تعالیٰ کا ایسا حکم ہے کہ تمہارے پاس چالیس بکریاں سال میں ہوں یا نہ ہوں میرے نام پر ایک بکری دے دو، بالکل نہیں بلکہ مالک حقیقی تو فرماتا ہے کہ جس سال تمہارے پاس چالیس بکریاں نہیں ہیں تو میرے لئے بھی کوئی بکری نہیں بنتی، لہذا ہم (مردوں) کو بھی اور عورتوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہئے کہ مالکِ حقیقی نے ایسی کوئی تنگی نہیں کی، ہے تو پھر ہم کیوں اپنی زندگی کو تنگ کریں خاص کر بیویوں کو سوچنا چاہیے کہ وہ اپنے خاوندوں کو بے جا تنگ نہ کریں، دونوں کو اس آیت سے سبق حاصل کرنا چاہیے اللہ نے سمجھایا کہ اگر تمہارے پاس تنگی ہے تو اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرو، یہ نہیں کہ جائز اور ناجائز طریقہ سے کماؤ، یا یہ کہ عورتوں کو بھی کمانا چاہیے، اس میں کیا حرج ہے؟ بالکل حرج ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے

ذمے یہ کام نہیں لگایا ہے، یہ کام تمہارا ہے، دوسرا عورتوں کو بھی سمجھایا ہے کہ تم بھی غلط فرمائش مت کرو، اگر تمہارے خاوند کے پاس تنگی ہے تو صبر کرو، اور اگر فراوانی ہے تو شکر کرو، یہ ہے اسلامی تعلیم، لیکن ہم نے اس تعلیم کو چھوڑ رکھا ہے، بلکہ ہم دوسری قوموں کی نقالی میں لگ گئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ نئے نئے فتنے ہمارے یہاں سر اٹھا رہے ہیں، یہ عورتوں کو آزادی، کیسی آزادی، مادر پدر آزادی یہ ایسا فتنہ ہے جو ہم سے روکے نہیں رک رہا ہے، عورتوں کو آزادی کا تو صرف دھوکہ ہے کیا اسلام نے عورتوں کی آزادی چھینی ہے ؟ نہیں بلکہ ان کو آزادی دی ہے، ان کو جائز مقام دیا ہے۔

اسلامی اور مغربی آزادی میں فرق

آزادی ایسی دی ہے کہ جس میں ان کی عزت وعصمت کی حفاظت ہو جس سے ان کی شرم وحیا محفوظ رہے، اسلام نے ایسی آزادی نہیں دی ہے کہ عورتوں کا سب کچھ ختم ہو جائے، نہ ان کی شرم وحیا رہے، اور نہ ہی ان کی عزت محفوظ رہے، یہ تو اس مغربی آزادی کا نتیجہ ہے کہ جس میں عورت کا کچھ بھی نہیں بچتا، اور اسی راہ پر ہم نے عورتوں کو بھی لگا دیا ہے، اور اس کو عورتوں کی آزادی کا نام دے رہے ہیں۔ جس کے سبب نئے نئے فتنے سر اٹھا رہے ہیں۔

اسلام میں عورت کی حکمرانی کا تصور

اب ایک نیا فتنہ اٹھ رہا ہے کہ عورت بھی حکمران ہو سکتی ہے، میرے بھائیو! اس کی مثال خود قرآن حکیم میں موجود ہے، حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں ہے کہ جب ملکہ سبا کے بارے میں علم ہوا تو ان کو اپنے پاس بلایا،

اور ان کو مسلمان کیا، لیکن ان کی حکومت ان کو واپس نہیں کی، کیوں نہیں کی؟ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے عورت کو اس کام کے لئے نہیں بنایا ہے، وہ نازک صنف ہے، وہ اس بات کی متحمل نہیں ہے ادھر آپ ﷺ کے زمانے میں نجاشی بادشاہ مسلمان ہوا، آپ ﷺ نے اس کی حکومت کو برقرار رکھا، حالانکہ اس نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ میں اپنی جان کے علاوہ اور کسی چیز کا مالک نہیں ہوں۔ آپ میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو استقامت بخشے میں کسی دوسرے کو مسلمان نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جب تم کسی کو مسلمان نہیں کر سکتے تو حکومت چھوڑ دو نہیں بلکہ اس کی بادشاہی کو برقرار رکھا، ادھر سلیمان علیہ السلام نے اس عورت کی بادشاہی کو برقرار نہیں رکھا، پھر پیغمبر ﷺ کے زمانے میں کتنی ہی جنگیں ہوئیں، آپ نے کبھی لڑائی کے لئے عورتوں کو بھرتی نہیں کیا۔ پھر دیکھیں سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ آپ جنگوں میں شرکت کے لئے گئے، اور آپ ﷺ نے اپنا قائم مقام مقرر فرمایا، تو آپ ﷺ نے کبھی بھی اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کو بھی اپنا قائم مقام مقرر نہیں فرمایا، جبکہ آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات آج کی عورتوں سے ہزارہا درجہ بہتر تھیں، آپ ﷺ کی تربیت یافتہ تھیں، لیکن آپ ﷺ نے کبھی حکومت کے کام ان کے سپرد نہیں کئے پھر جتنی حکومتیں گذری ہیں ان میں کوئی بھی عورت حکمران نہیں بنی تھی، اس لئے کہ ان کو آپ ﷺ کا یہ فرمان معلوم تھا:

"لن يفلح قوم ولّوا أمرهم امرأة" (بخاری)

یعنی وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی جو اپنا رہبر اپنا پیشوا عورت کو بناتی

ہے، اور اپنا کام عورتوں کے سپرد کرتے ہیں۔

پھر دیکھیں کفارِ مکہ نے اللہ تعالیٰ پر الزام لگایا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کارد کس طرح سے کیا، ایک جواب تو یہ کہ تم کہتے ہو کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور خود تمہاری یہ حالت ہے کہ : ﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ﴾ (النحل آیت ۵۸) کہ جب کوئی یہ خبر تم کو دیتا ہے کہ تمہارے یہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے تو تمہارا چہراہ غم سے سیاہ ہو جاتا ہے، تم کو دکھ ہوتا ہے کہ بیٹی کیوں پیدا ہوئی ہے، کیونکہ کفار مکہ بیٹی کو زندہ نہیں رکھتے تھے، دوسرا یہ کہ فرمایا میری شان اولاد سے بالا ہے :

﴿وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا﴾ (مریم آیت ۹۱)

جو پوری دنیا کے لئے مہربان ہو اس کو اولاد کی کیا ضرورت ہے، تو یہ میری شایانِ شان نہیں، لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اولاد کی کس کو ضرورت ہوتی ہے۔

اولاد کے معنی

اولاد کے معنی ہیں معاون مددگار، جان نشین، ساتھی جو وقت پر کام آئیں، تو مجھ کو مددگار کی کوئی ضرورت نہیں، بالفرض اگر ضرورت ہوتی بھی تو لڑکیاں میرے کس کام آتیں، کیونکہ جتنا بڑا آدمی ہوتا ہے اس کی لڑکیاں اتنے ہی نازو نعم سے پلتی ہیں تو میں اِلٰہ ہوں میری لڑکیاں تو سب سے زیادہ نازو نعم میں پلتی ہوں گی، سب سے زیادہ نازک ہوں گی تو نازک لڑکیاں میرے کس کام آئیں گی۔

﴿أَوَمَنْ يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ﴾

جن کی پرورش زیوروں میں ریشم میں ناز و نعم میں، گھروں میں نزاکت سے ہوتی ہو وہ مقابلے میں میرے کیا کام آئیں گی۔

عورت کی فطرت

اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی فطرت بتائی ہے کہ وہ تو نازک صنف ہے وہ مقابلے کے لئے حکومت کے لئے نہیں بنائی گئی ہے، کیونکہ حکومت کرنا، یہ بڑے دل کا کام ہے، کبھی اپنوں سے باتیں ہو رہی ہیں' کبھی غیروں سے، کبھی دوستوں سے، کبھی دشمنوں سے، کبھی اچھوں سے کبھی بروں سے، کبھی حالتِ جنگ ہے، کبھی بغاوت ہے، کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے، تو یہ عورتوں کا کام نہیں ہے عورت کو تو اللہ تعالیٰ نے مقام دیا ہے، گھر کی حکومت دی ہے، تم نے وہی اس کو نہ دی، گھر کی چار دیواری سے نکال کر بازاروں میں لے آئے۔

میرے بھائیو!

عورت کو جو اللہ تعالیٰ نے مقام دیا ہے اس کو وہیں رہنے دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کون کس کام کا اہل ہے، یہ کام مردوں کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو جو فضیلت و برتری دی ہے وہ اسی لئے ہے دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ (النساء آیت ۳۴)

مردوں کو اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر قوام بنایا ہے۔

قوام کے معنی

قوام کے معنی ہمارے کچھ دوست حاکم کے کرتے ہیں، یہ ایک خاص معنی

ہیں جو اپنے اندر کوئی عموم نہیں رکھتا، اپنے اندر کوئی شمول نہیں رکھتا۔ معنی ایسے ہونے چاہئے جو اپنے اندر شمول رکھے، قوام اصل قیام سے ہے اور قیام کے معنی کھڑا رہنے کے ہیں، قائم کے معنی ہیں کھڑا رہنے والا تو قوام کے معنی ہوئے کسی دوسرے کو کھڑا رکھنے والا، دیوار کو قائم رکھنے والا، گھر کو آباد رکھنے والا، اور جو کسی چیز کا نرخ مقرر کر کے بیچتا ہے، اس کو بھی قوام کہتے ہیں، کیونکہ اس نے ایک نہج قائم کیا، تو اس لحاظ سے دونوں کے حقوق آگئے، مردوں کے اس طرح کہ ان کو ان پر اختیار رہے، ان کا حکم چلے گا اور عورتوں کے اس طرح کہ ان کے بغیر ان کا قیام نہیں رہے گا، کیونکہ کہاں سے کھائیں گی کہاں سے پہنیں گی، ضروریات زندگی کو کون پورا کرے گا، تو مرد ان کو کھڑا رکھنے والے ہیں، کیونکہ مرد اگر ان کا خیال نہیں کریں گے تو گر جائیں گی، دیوار کا خیال نہ کریں اسکی دیکھ بھال نہ کریں مرمت وغیرہ نہ کریں تو وہ گر جائیں گی، بالکل اسی طرح تم اپنی عورتوں کا خیال نہیں کروگے تو وہ گر جائیں گی۔ تو یہ مردوں کا کام ہے کہ ان کا خیال کریں ان کے حقوق کا خیال اور ساتھ ان کو نصیحت بھی کرتے رہیں تاکہ وہ قائم رہیں، تب تمہارا حکم بھی چلے گا، تمہارا انظام بھی چلے گا، تمہارے درست رہنے سے وہ بھی درست رہیں گی، یہ ذمے داری تمہاری ہے، اللہ تعالیٰ نے تم کو قوام بنایا ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر گھر کا بڑا صحیح ہو تو چھوٹے بھی صحیح رہتے ہیں۔ اگر وقت کا حاکم صحیح ہوتا ہے تو رعیت بھی صحیح ہوتی ہے، امام ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ [عیون الاخبار] میں ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ جب کسریٰ کا ملک فتح ہوا تو وہاں سے خزانہ نکالنا شروع کیا گیا، اس میں سے ایک تاج نکلا، وہ تاج فوراً حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کی خدمت میں روانہ کر دیا تاکہ امیر کو پتہ چل جائے کہ: کسریٰ کا ملک فتح ہو گیا ہے، تو وہ آدمی جب تاج لے کر امیر کی خدمت میں پہنچا تو امیر کے ہاتھ میں اس وقت چھڑی تھی، امیر اس تاج کو چھڑی میں ڈال کر گھمانے لگے پھر تھوڑی دیر کے بعد فرمانے لگے کہ لانے والا امین معلوم ہوتا ہے، کیونکہ تاج کا ایک ایک ہیرا بہت قیمتی ہے، اگر ایک بھی ہیرا نکال لیتا تو اس کے وارے نیارے ہو جاتے اور کسی کو معلوم بھی نہ ہوتا، بلکہ یہی خیال کیا جاتا کہ کہیں گر گیا ہوگا اس لئے لانے والا امین ہے تو اس مجلس میں ایک آدمی بیٹھا تھا، وہ بولا، امیر آپ تھوڑی سی بے ایمانی کر کے دیکھئے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ امیر یہ آپ کی ایمانداری کا نتیجہ ہے، آپ ایماندار ہیں تو آپ کی رعیت بھی ایماندار ہے، تھوڑی سی خرابی حاکم کرتا ہے تو تمام رعیت خراب ہو جاتی ہے۔ تو اللہ نے آپ کو قوام بنایا ہے تم درست رہو گے تو یہ بھی درست رہیں گی، ان کو صحیح رکھنا ان کی تربیت کرنا تمہاری ذمے داری ہے، تم خود ان کو بے پردہ کر کے بازاروں میں لاؤ گے خود ان کے ساتھ بیٹھ کر ٹی وی دیکھو گے تو پھر یہ کیسے تمہارے کنٹرول میں رہیں گی، اس لئے ان کی تعلیم و تربیت تمہاری ذمے داری ہے، اب دیکھیں اسلام نے تعلیم کا طریقہ بھی بتایا ہے، اسلام نے عورتوں کو تعلیم سے منع نہیں کیا ہے لیکن تعلیم کس قسم کی ہو، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللهِ وَالْحِكْمَةِ﴾ (الاحزاب۔ ۳٤)

فرمایا تم یاد کرو ان چیزوں کو جن کی تلاوت تمہارے گھروں میں ہوتی ہے، قرآن مجید کے الفاظ دیکھئے ﴿فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ تمہارے گھروں میں۔

عورتوں کو بے پردہ کرنے کے نتائج

لیکن ہم کہاں تعلیم دلاتے ہیں اسکولوں کالجوں میں، غیر مردوں سے پھر کوئی پردہ نہیں، کوئی آداب نہیں، بے پردہ، بے حجاب، پھر اس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے، کالجوں میں کیا ہوتا ہے، یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے سب جانتے ہیں، پھر ہمارے گھروں میں کیا ہوتا ہے، ریڈیو پر گانے، ٹی وی پر ناچ گانے، عشقیہ ڈرامے رات کو وہ ناچ دیکھتی ہیں صبح خود ناچتی ہیں اس کے علاوہ فلمی رسائل رومانی ناول ڈائجسٹ جو ہمارے گھروں میں پڑھے جاتے ہیں پھر ہمارا ماحول ہمارا معاشرہ کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ اللہ کے بندو! اسلام نے تو ان چیزوں کو ختم کیا ہے آج وہی سب کچھ ہم کر رہے ہیں، لہذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ امن ہو اور کوئی فتنہ فساد نہ رہے تو ہم کو اپنی زندگی اسلامی قالب میں ڈھالنی ہوگی، جب ہی امن قائم ہو سکتا ہے، پھر کوئی فتنہ و فساد نہ ہوگا، پھر ہم جو عورتوں کو بے پردہ کر کے بازاروں میں' تفریح گاہوں میں، سینماؤں میں لے جاتے ہیں آخر کیوں، جیسا میں نے شروع میں بتایا تھا کہ یہ محض اپنی عیاشی کے لئے کیا جاتا ہے، اپنی آزادی کے لئے کیا جاتا ہے، کہ ہم ان کو آزادی دیں تاکہ ہم کو بھی آزادی ملے یہ کمائیں تاکہ ہماری ذمے داری کم ہو، سوچیں کہ یہ کیا کر رہے ہیں کیونکہ یہ بے حیائی کے طوفان کو ہوا دی جا رہی ہے، یہ بے حیائی نہیں ہے تو کیا ہے؟ عورتیں غیر مردوں سے بے حجاب ملیں ان سے بے پردہ بن سنور کر گفتگو کریں، اور مرد دوسروں کی عورتوں سے بھی اسی طرح ملیں، ظاہر ہے کہ یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب اپنی عورتوں کو بنا سنوار کر دوسروں کی محفلوں میں لے جاؤ، وہ اپنی عورتوں کو

لائیں، کیا ایسا نہیں ہوتا ہے؟ یقیناً ہوتا ہے، تو پھر یہ کس لئے ہوتا ہے کیا یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری عورتوں سے کوئی بے حیائی کا کام کرے؟ اگر نہیں کرتے تو کیوں اپنی عورتوں کو اس طرح لے جاتے ہو؟ آخر کیا وجہ ہے؟

ایک شخص کا واقعہ

ایک شخص نے آپ ﷺ سے زنا کی اجازت مانگی تو صحابہ ناراض ہونے لگے کہ یہ کیا سوال کر رہا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا خاموش رہو یہ شروع اسلام کا واقعہ ہے، آپ ﷺ نے اس کو اپنے پاس بٹھایا اور اس سے کہا کہ کیا تو یہ پسند کرے گا کہ کوئی تیری ماں کے ساتھ زنا کرے، اس نے کہا نہیں، پھر فرمایا اچھا تیری بیوی سے، اس نے کہا نہیں، پھر فرمایا اچھا تیری بیٹی سے، اس نے کہا کہ نہیں پھر پوچھا اچھا تیری بہن سے، اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ جب تو اپنے لئے نہیں پسند کرتا تو دوسرے کے لئے کیسے پسند کرتا ہے۔ یہ بات اسکی سمجھ میں آگئی پھر زندگی بھر اس نے کسی عورت کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھا۔ تو میں بھی پوچھتا ہوں کہ تم کیوں اپنی عورتوں کو بے پردہ لے کر جاتے ہو، آخر اس میں کیا راز ہے؟ بظاہر تو ہماری سمجھ میں یہی آتا ہے کہ تم خود چاہتے ہو یہ آزاد ہوں تاکہ ہم بھی آزاد ہوں اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر باز آجاؤ، کیونکہ عورت تو شرارہ ہے اس میں جاذبیت ہے، کشش ہے، اس کی حفاظت کرو، اس کو پردے میں رکھو تاکہ اس کی عزت و عصمت، شرم و حیا محفوظ رہے، یہی قانون عورتوں کے لئے ہمارے خالقِ حقیقی نے بنایا ہے کیونکہ وہ ان کی فطرت و طبیعت کو بہتر طور پر جانتا ہے۔

قوام بنانے کا مقصد

میرے بھائیو!

تم کو اللہ تعالیٰ نے اسی لئے قوام بنایا ہے کہ تم ان کی نگہداشت کرو، ان کی نگہداشت جب ہی ہو سکتی ہے کہ ان کو اسی مقام پر رکھا جائے جو اسلام نے ان کو دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی وصیتیں

رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت بھی یہ وصیتیں فرمائیں:

خبر دار! میری قبر کو عبادت گاہ نہ بنانا، پرستش گاہ نہ بنانا، پھر اللہ تعالیٰ سے بھی دعا فرمائی: [اللھم لا تجعل قبری وثنًا یعبد](موطا، مسند احمد بن حنبل) اے اللہ میری قبر کو عبادت گاہ نہ بننے دینا۔

دوسری بات یہ سمجھائی کہ نماز نہ چھوڑنا، کیونکہ نمازی سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے، اس لئے نماز کا خیال کرنا، آج ہمارے اندر جو مال کی ہوس پیدا ہوئی ہے وہ اسی لئے ہے کہ ہماری نماز میں خامی ہے، کیونکہ اگر نماز صحیح طور پر پابندی سے ادا کی جائے تو یقیناً اللہ تعالیٰ رزق کا انتظام کر دے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لاَ نَسْئَلُكَ رِزْقاً نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى﴾ (طٰہٰ آیت ۱۳۲)

فرمایا: تم اپنے بیوی بچوں کو نماز کا حکم دو اور اسی پر قائم رہو، ہم تم سے

رزق نہیں مانگتے بلکہ ہم تم کو رزق دیتے ہیں اور اچھا انجام پرہیزگاروں کیلئے ہے۔

تیسری بات سمجھائی کہ غلاموں کا خیال رکھنا، ان سے ایسا سلوک کرنا کہ ان میں اور تم میں کوئی فرق نہ رہے' اور جہاں تک ہو سکے ان کو آزاد کرتے جانا، تاکہ میری امت میں کوئی غلام نہ رہے۔

چوتھی وصیت فرمائی کہ یہودیوں اور نصرانیوں کو عرب کے علاقے میں مت چھوڑنا، دو چیزیں عرب میں نہیں رہ سکتیں، یا تو اسلام ہو گا یا کفر ہو گا، لہذا ان کو یہاں مت رہنے دینا۔

اور پانچویں نصیحت یہ فرمائی کہ عورتوں کا خیال رکھنا۔

عورت کا خیال رکھنے کا مطلب

خیال رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حقوق کا خیال کیا جائے، یعنی عورتوں کے متعلق آپ ﷺ نے وفات کے وقت بھی وصیت فرمائی کہ ان کا خیال رکھنا اور ان کو اسی مقام پر رکھا جائے جو اسلام نے ان کو دیا ہے، عورت کو بے پردہ کرنے سے اس کے حقوق پامال ہوتے ہیں، ان کو بے پردہ کر کے بازاروں میں لانا ان کے حق کو مارنا ہے ان کو ان کے مقام سے گرانا نہیں، ان کے ساتھ بے جا سختی بھی نہیں کرنی، کیونکہ ایک گروہ ہمارے یہاں ایسا بھی ہے جو عورتوں کے حق کا دعویٰ کرتا ہے۔ ویسے میں یہ بھی بتادوں کہ بے پردہ کر کے بازاروں میں لانا یہ بھی ان کے حقوق کو مارنا ہے، کیونکہ شرم وحیا عورت کا حق ہے اس کی عزت وعصمت کی حفاظت کرنا یہ بھی ان کا حق ہے۔ تو جب ہم ان کو بے پردہ کر کے بازاروں میں لاتے ہیں تو ان کی شرم وحیا کو ختم کرتے ہیں اور ان کو بے حیا

بناتے ہیں، یہ بھی ان کا حق مارنا ہے۔

عورت سے بے جا سختی کی ممانعت

عورتوں کے ساتھ جو بے جا سختی کرتے ہیں اسلام نے اس سے بھی روکا ہے ہم نے دیکھا ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر لوگ اپنی عورتوں کو گالیاں دیتے ہیں، جھڑکتے ہیں، مارتے ہیں، خود گالیاں دے کر ان کو بے حیا اور بدزبان بناتے ہیں، پھر عورتوں میں بھی سرکشی آجاتی ہے وہ بھی نافرمانی کرنے لگتی ہیں وہ بھی آگے سے ترکی بہ ترکی جواب دیتی ہیں، تو اس کا سبب کون بنا، مرد بنے، کیونکہ نہ وہ ایسا سلوک کرتے نہ ان میں سرکشی پیدا ہوتی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو عورتوں کے متعلق بہتری کی نصیحت کرتا ہوں، اس نصیحت پر عمل کر کے تم عورتوں کو صحیح رکھ سکتے ہو۔

[استوصوا بالنساء خیرا] فرمایا کہ میں تم کو عورتوں کے متعلق بہترین نصیحت کرتا ہوں:

ان کے ساتھ بے جا سختی مت کرنا کیونکہ وہ صنف نازک ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی فطرت میں نزاکت رکھی ہے، وہ سختی کی متحمل نہیں ہے، زیادہ سختی برداشت نہیں کرسکتی، کیونکہ

[فإن اللّٰہ خلقھن من ضلع اعوج] اللہ تعالیٰ نے ان کو ٹیڑھی پسلی سے پیدا کیا ہے۔

اگر تم اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو وہ ٹوٹ جائے گی، کیونکہ اگر ٹیڑھی

ہڈی کو سیدھا کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ ٹوٹ جاتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم بے جا سختی کرو گے تو یہ ٹوٹ جائے گی اور ٹوٹ جانے کا مطلب ہے کہ جدائی ہو جائے گی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میانہ روی اختیار کرو، بے جا سختی بھی مت کرو، اور بالکل ڈھیل بھی مت دو، بلکہ میانہ روی اختیار کرو، ان کو نصیحت کرو، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے فرامین ان کو سناؤ۔

﴿قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

تو بالکل سختی مت کرو ان میں سرکشی پیدا ہو جائیگی، بالکل ڈھیل بھی مت دو کہ جیسا وہ چاہیں کریں اور نہ ہی ان کی ہر جائز ناجائز فرمائش پوری کرو کہ وہ خود کو خود مختار سمجھنے لگیں، پھر وہ تمہاری پرواہ نہیں کریں گی، پھر تم ان پر کنٹرول نہیں کر سکو گے، اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ عورت کی ہر خواہش پوری کرنے سے ان میں خود نمائی کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے، پھر اگر کسی فرمائش کو کسی مجبوری کے تحت پورا نہ کیا جائے تو اس میں زر کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے، پھر عورت اپنی خواہش پوری کروانے کے لئے ہر وہ طریقہ استعمال کرتی ہے جو اس کی سمجھ میں آتا ہے، تو یہ بھی غلط ہے اسی لئے اسلام نے سمجھایا ہے کہ میانہ روی اختیار کرو، بے جا سختی سے شیطان کو بھی موقع ملتا ہے، مشکوٰۃ شریف کی مشہور حدیث ہے کہ:

"ہر صبح شیطان اپنے چیلوں کو بھیجتا ہے پھر شام کو وہ اپنی کارگزاریاں بتاتے ہیں کوئی کچھ بتاتا ہے کوئی کچھ' ایک آکر بتاتا ہے کہ میں نے میاں بیوی میں لڑائی کروائی اور اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک ان میں جدائی نہ کروادی، شیطان

بہت خوش ہوتا ہے اور اس کو اپنی گود میں بٹھاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تو میرا صحیح جانشین ہے" اسی لئے اسلام سمجھاتا ہے کہ بے جا سختی مت کرو ایسی زبان مت استعمال کرو کہ شیطان کو موقع ملے، چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَقُلْ لِعِبَادِيْ يَقُوْلُ الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا﴾ [بنی اسرائیل آیت ۵۳]

اے نبی ﷺ میرے بندوں کو سمجھا دیجئے کہ وہ زبان سے اچھی بات نکالیں ایسی بات زبان سے نہ نکالیں کہ شیطان کو لڑانے کا موقع مل جائے کیونکہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

یہ حقیقت ہے زبان ہی سے دوست دشمن بن جاتے ہیں اور دشمن دوست، تو زبان کو صحیح استعمال کرنا چاہیئے، حدیث شریف میں ایک صحابیہ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے اپنا خلع اس وجہ سے کرایا ہے کہ ان کے شوہر کا اخلاق اچھا نہیں تھا۔

خلع کا مطلب

خلع کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بیوی شوہر سے علیحدگی اختیار کرے، شوہر اور بیوی میں جو طے ہو جائے اس کے مطابق وہ علیحدگی کرلیں مثلاً شوہر کہے میں نے تم کو مہر دیا ہے وہ دے دو، اور اس کے علاوہ بھی جو احسن طریقہ سے دونوں میں طے ہو جائے تو وہ بیوی ادا کر کے شوہر سے علیحدگی اختیار کر سکتی ہے، تو ایک صحابیہ نے صرف اس وجہ سے علیحدگی کرائی کہ اس کے شوہر کا اخلاق اچھا

نہیں تھا یہ نہیں تھا کہ صوم وصلاۃ کا پابند نہ ہو، نہیں بلکہ صرف ان کا اخلاق اچھا نہیں تھا صرف اس وجہ سے خلع کروایا کہ میں بھی کہیں شوہر کی حق تلفی نہ کر بیٹھوں، میری زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکل جائے کہ خاوند کی شان میں زیادتی ہو جائے اور میں گناہ گار بن جاؤں، کیونکہ وہ جانتی تھیں کہ شوہر کا کتنا حق ہوتا ہے تو اس لئے ناجائز سختی سے بھی اسلام نے روکا ہے، بدزبانی سے بھی اسلام نے منع کیا ہے، سختی کا حکم بھی دیا ہے، لیکن کیسی سختی ہو اس کے بارے میں بھی اسلام نے طریقہ بتایا ہے کہ اگر بیویاں نافرمانی کریں تم کیا کرو:

﴿وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا﴾(النساء آیت ۳۴)

ترجمہ: اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بد دماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو۔

اس آیت کی تفسیر اگر ہم حدیث سے کریں گے تو ہم ٹھوکریں نہ کھائیں گے، لیکن ٹھوکریں ہم جب کھاتے ہیں کہ قرآن حکیم کی تفسیر حدیث سے نہیں کرتے بلکہ اپنے من پسند لوگوں کی اراء سے کرتے ہیں کہ ہمارے پیر نے اس کی تفسیریوں کی ہے لہذا ہم اسی کو مانیں گے۔

الحمد للہ! یہ شرف صرف اہل حدیث کو حاصل ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم قرآن حکیم کو مانتے ہیں، اور ہم قرآن حکیم کو سمجھتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کی زندگی کی روشنی میں، آپ ﷺ کے قول و فعل کی روشنی میں۔ اور حقیقت بھی

یہی ہے کہ اگر ہم اس طریقہ سے سمجھیں تو ہم کبھی بھی ٹھوکریں نہ کھائیں۔

نافرمان بیوی کو سمجھانے کے لئے اسلامی تعلیم

قرآن حکیم ہم کو بتاتا ہے کہ اگر تمہاری بیویاں سرکش ہو جائیں اور نا فرمانی کرنے لگیں تو پہلا طریقہ یہ استعمال کرو کہ ان کو سمجھاؤ، قرآن حکیم اور حدیث شریف سے ان کو بتاؤ کہ اس مسئلہ میں قرآن حکیم کا حکم یوں ہے، اور حدیث شریف میں یوں ہے کہ پہلے ان کو نصیحت کرو، اگر یہ تدبیر کارگر نہ ہو تو: ﴿وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ﴾

یعنی ان کو اپنے بستروں سے الگ کر دو۔ آپ ﷺ نے اس کی تفسیر یوں فرمائی کہ اپنا بستر علیحدہ کرلو، گھر کے اندر، لیکن یہ نہیں کہ ان کو گھروں سے نکال دو، یا ان کو کھانا نہ دو، کپڑا نہ دو، نہیں بلکہ تمام حقوق جوں کے توں رہیں گے، بلکہ اپنے بستر میں ان سے علیحدگی اختیار کرلو تا کہ وہ سمجھ سکیں کہ یہ عمل کس وجہ سے کیا گیا ہے، پھر تیسری بات یہ سمجھائی کہ اگر پھر بھی وہ باز نہ آئیں تو پھر تم کو مارنے کی اجازت ہے، لیکن وہ اجازت کب دی، یعنی پہلے ان کو سمجھاؤ نصیحت کرو پھر دوسرا اقدم بھی بتایا ہے آخر تیسرے درجہ میں حکم دیا ہے کہ تم اب مار سکتے ہو، لیکن وہ بھی کیسے کہ منہ پر نہ مارنا، یا ایسی مار نہ مارنا کہ ان کے لئے سخت نقصان دہ ہو جائے، ہڈی نہ ٹوٹ جائے، زخمی نہ ہو جائے بلکہ مار صرف اور صرف ڈرانے دھمکانے کے لئے ہو تا کہ وہ راہ راست پر آجائیں:

﴿فإن أطعنكم﴾ پس اگر وہ اپنی شرارت سے باز آجائیں تمہاری اطاعت گزار بن جائیں تو اب تمہارے پاس کوئی جواز باقی نہیں رہتا کہ تم ان تنگ کرو اب

تمہارے لئے تمام راستے بند ہو گئے تو یہ ہے اسلامی تعلیم۔

اسلام حقوق انسانی کا نگہبان ہے

اسلام ایسے تمام راستوں کو بند کرتا ہے جس سے کسی بھی جان کے ساتھ زیادتی ہو، بلکہ اسلام تو کہتا ہے کہ سب کو جینے کا حق ہے تم سب ایک دوسرے کا حق ادا کرو، مرد اپنا حق ادا کریں کوئی کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرے، تو مردوں کا جو حق اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے وہ یہی ہے کہ مرد عورتوں پر قوام ہیں ان کا کام ہے کمانا، اپنے بیوی بچوں کی ضروریات کو پورا کرنا، پھر اسکے یہ معنی بھی ہیں کہ ان کو صحیح طور پر کنٹرول کریں کوئی بھی خلاف شرع کام نہ خود کریں نہ ان سے ہونے دیں، کیونکہ وہ گھر کے بڑے ہیں اگر یہ صحیح چلیں گے تو چھوٹے بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے صحیح راہ اختیار کریں گے۔ یہ جو آج کل ہو رہا ہے یہ سب غلط ہے، عورتوں کی آزادی کے نام پر ان کی شرم و حیا' ان کی عزت و عصمت کو رسوا کیا جا رہا ہے آئے دن اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں کہ فلاں عورت اغوا کر لی گئی، فلاں عورت کی عزت لوٹ لی گئی۔ یہ کیوں ہے ؟ صرف یہی وجہ ہے کہ جو عورت کا مقام تھا اس کو اس مقام پر نہیں رکھا گیا، آپ ﷺ کا فرمان ہے :

[کل المسلم عَلَى المسلم حرام دمه وماله وعرضه]

تمام مسلمان ایک دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اس کا مال، اس کا خون اور اسکی عزت۔ اس کی کسی چیز کو ہاتھ مت لگانا، لیکن آج ہم مسلمان کہلاتے ہیں نہ ہمارا مال محفوظ ہے اور نہ ہی ہماری عزت، وجہ آپ کے سامنے ہے کہ ہم نے تعلیمات اسلامی کو چھوڑ دیا ہے، دوسری قوموں کی نقالی میں ہم لوگ لگ گئے ہیں

جن کاموں سے اسلام نے ہم کو منع کیا ہے ہم وہی کرتے ہیں پھر کیسی مسلمانی ہے ؟اس لئے اگر ہم دنیااور آخرت کی بھلائی چاہتے ہیں تو وہی کام کریں جس کی اسلام نے اجازت دی ہے اور ان تمام کاموں سے رک جائیں جن سے اسلام نے روکا ہے، تو امن بھی قائم ہو جائیگا اور پھر انشاء اللہ نہ کوئی فتنہ ہوگا اور نہ فساد، میں مردوں سے کہوں گا کہ وہ اپنے فرض کو پہچانیں ان کو اللہ تعالیٰ نے قوام بنایا ہے اسی طرح وہ عورتوں کے مقام کو بھی پہچانیں اور ان کو اسی مقام پر رکھیں اور ان کے حقوق کو بھی صحیح طور سے ادا کریں، میں اختصار سے کام لے رہا ہوں، ورنہ یہ موضوع بہت طویل وقت چاہتا ہے۔

عورت کے فرائض اور ذمہ داریاں

اب آیئے عورتوں کے حقوق پہچانیں، عورت کو اللہ تعالیٰ نے شرم وحیا کے زیور سے آراستہ کیا ہے اور اس کے ذمے وہی کام لگائے ہیں جو اس کی فطرت کے موافق ہوں، کیوں کہ اس کی طبیعت میں اللہ تعالیٰ نے نزاکت بھی رکھی ہے تو کام بھی اس کے لئے وہی مقرر کئے ہیں جن کو وہ بآسانی ادا کر سکیں عورتوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے گھر کے تمام کام مقرر فرمائے، گھر کی دیکھ بھال' کھانا پکانا، بچوں کی نگہداشت، خاوند کے آرام و آسائش کا خیال رکھنا۔ عورتوں کو یہاں تک حکم ہے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزے، نفلی نماز بھی ادا نہ کرے، خاوند کی بغیر اجازت گھر سے نہ نکلے۔ اگر خاوند محرم سے ملنے سے روکتا ہے تو وہ نہ ملے غرض شوہر کی تابعداری لازمی شرط ہے، صرف تابعداری کی مخالفت اسوقت ہے کہ وہ غیر شرعی کام کرنے کو کہتا ہے یا فرض نماز وغیرہ سے منع کرتا ہے تو اس

میں اس کی تابعداری نہیں کرنی ہے، باقی ہر حالت میں شوہر کی تابعداری کرنی ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جس عورت کا خاوند ناراض ہو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہوتا ہے، اور فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں : [فلعنته الملائكة] فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں، دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا :

[أيما امرأة صلت خمسها وصامت شهرها واحصنت فرجها وأطاعت بعلها فلتدخل من أى أبواب الجنة شآء ت]

(رواه ابو نعيم فى الحلية بحواله مشكوٰة)

جو عورت تین کام کرتی ہے، پانچ وقت کی نماز پڑھتی ہے رمضان شریف کے روزے رکھتی ہے اور خاوند کی تابعداری کرتی ہے تو قیامت کے روز اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھلے ہوں گے وہ جس دروازے سے چاہے چلی جائے۔

یعنی فرائض الٰہی کے بعد شوہر کی تابعداری کا حکم ہے، تو عورت کو چاہیے کہ ہر حالت میں اپنے خاوند کی تابعداری کرے، اس مسئلے پر حدیثیں تو بہت ہیں، لیکن میں اختصار سے کام لے رہا ہوں، ویسے بھی مسلمان مرد اور عورت کو اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا ایک بھی حکم مل جائے تو وہ اس کے لئے کافی ہے، بس اس حکم پر فوراً عمل شروع کردے، تو عورتوں کے لئے اسلام نے یہی حکم دیا ہے کہ وہ اپنے گھر کی دیکھ بھال کرے، باہر کی ذمہ داری اس کی نہیں ہے، یہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کے ذمے لگائی ہے۔

عورت کی گھر کی ذمہ داری ہے چنانچہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے

عورتوں کے لئے ارشاد فرمایا ہے :

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾

ترجمہ : پس نیک فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں یہ حفاظت الٰہی کی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں۔

صلاحیت کی اقسام

(۱) دین کی صلاحیت (۲) دنیا کی صلاحیت

صالح ہوں، صلاحیت دونوں طرح دین کی صلاحیت، دنیاوی صلاحیت، دنیا کی صلاحیت یہ ہے کہ گھر کے تمام امور کو احسن طریقے سے ادا کرنا، مثلاً کھانا پکانا، سینا پرونا، گھر کی صفائی ستھرائی، بچوں کی نگہداشت، ان کا خیال، غرض تمام وہ کام جن کا تعلق گھر سے ہو، اور دینی صلاحیت یہ ہے کہ نماز روزے پابندی سے رکھیں، تلاوت کریں، بچوں کو بھی اسلامی آداب سکھائیں، غرض دین کے تمام احکام بھی پورے طور سے ادا کریں، "قانتات" ہر وقت کھڑی رہنے والی، اللہ تعالیٰ ورسول اکرم ﷺ کے حکم کو پورا کرنے کے لئے اور خاوند کی تابعداری کے لئے ہر وقت تیار رہنے والی، جب بھی نماز کا وقت ہو فوراً نماز ادا کرے، اور جب بھی خاوند کوئی حکم دے فوراً اس کو پورا کرے، "حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ"، غائبانہ حفاظت کرنے والی، مرد کی غیر موجودگی میں اس کی شرم وحیا اور عزت، خاوند کے بچوں کی اور خاوند کی بیوی کی، کیونکہ وہ خود بھی خاوند کی ہے، اس لئے خود اپنی حفاظت کرنے والی اس لئے خاوند کی غیر موجودگی میں اپنی شرم وحیا کی، عزت

وعصمت کی حفاظت کرے، تاکہ اس کے خاوند کی عزت پر آنچ نہ آئے، اگر بیویاں اس طرح اپنے حق کو ادا کریں تو دنیا میں ہی گھر جنت کا نمونہ بن جائے۔

شرم وحیاء کا تقاضا

اب آیئے پردہ کی طرف، پردہ کرنا بھی حقوق میں سے ایک حق ہے جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے ذمے مقرر کیا ہے، کیونکہ پردے سے ہی اس کی شرم وحیا اس کی عزت وعصمت محفوظ رہ سکتی ہے لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پردہ کرنا عورت کا خود اپنے اوپر اس کا حق ہے جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی فطرت میں شرم وحیا کو رکھا ہے اس کو نازک صنف بنایا ہے تو شرم وحیا کا تقاضا یہی ہے کہ وہ پردے میں رہیں، پردے میں ہی ان کی شرم وحیا باقی رہ سکتی ہے، یہ عام مشاہدہ ہے کہ اگر کوئی آدمی شریف ہوتا ہے تو لوگ اس کی شرافت کی وجہ سے اس کی عزت کرتے ہیں، اس کے سامنے بد تمیزی سے پرہیز کرتے ہیں۔ یہ میں ان عورتوں کی بات کر رہا جو شرعی پردہ کرتی ہیں ایسا برقعہ پہنتی ہیں جس میں تمام عضو چھپ جاتے ہیں لیکن جو آج کل برقعہ چل رہا ہے یہ تو پردے کے نام پر دھبہ ہے کیونکہ اس کو پہننے سے جسم کا ایک ایک عضو نظر آتا ہے یہ پردہ نہیں بلکہ کھلی بے پردگی ہے کیونکہ اس میں جسم کا ہر عضو وعوت نظارہ دیتا ہے، لہذا پردہ کرنا یہ عورتوں کا خود اپنے اوپر حق ہے کیونکہ پردے ہی میں ان کی عزت محفوظ رہ سکتی ہے، ہم کھاتے کیوں ہیں اس لئے کہ ہمارے پیٹ کا حق ہے، ہم سوتے کیوں ہیں اس لئے کہ ہمارے آنکھوں کا حق ہے۔ ایک صحابی تمام رات کو عبادت کرتا تھا اور دن میں روزے رکھتا تھا آپ

ﷺ نے اس کو منع فرمایا اور اس کو بتایا کہ : [فإن لعينك عليك حقا] تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے، اگر سوؤ گے نہیں تو آنکھوں کا حق ادا نہیں ہوگا : [ولزوجك عليك حقا]، تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے تم ساری رات عبادت کرو گے تو اس کے حق کو کیسے پورا کرو گے ؟ :[ولجسدك عليك حقا] تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے دن کو روزے رکھو گے رات کو عبادت کرو گے تو جسم کو کب آرام دو گے ؟ لہذا یہ طریقہ غلط ہے، اسلام نے ہم کو سمجھایا ہے کہ جس طرح ایک دوسرے کے حقوق ہیں اسی طرح تمہارے اوپر تمہاری جان کا بھی حق ہے، آپ دیکھیں کہ اسلام کی تعلیم کیسی پاکیزہ تعلیم ہے کہ کسی دوسرے پر ظلم نہ کرو، اور نہ ہی اپنے اوپر ظلم کرو، کسی کا حق مت مارو، اور اپنی جان کے حق کو بھی ادا کرو۔ تو میری بہنو! پردہ کرنا یہ تمہارا اپنے اوپر حق ہے اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں پردے کے متعلق حکم فرماتا ہے :

﴿يَآ أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (الاحزاب آیت ۵۹)

ترجمۃ : اے نبی ﷺ اپنی بیویوں کو، اپنی بیٹیوں کو اور مسلمان عورتوں کو سمجھا دیجئے کہ وہ پردہ میں رہیں اور باپردہ ہو کر باہر نکلیں تاکہ وہ دور سے پہچانی جائیں یہ مسلمان عورتیں ہیں۔ پھر نہ ستائی جائیں گی اور اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے۔

آپ ﷺ کے زمانے میں جب پردہ کا حکم نازل ہوا تو اس کے بعد کوئی

عورت بے پردہ گھر سے باہر نہیں نکلتی تھی بلکہ باپردہ ہو کر گھر سے باہر نکلا کرتی تھی، وہ دور سے پہچانی جاتی تھیں یہود و نصاریٰ اور مشرکینِ مکہ کی عورتیں بے پردہ پھرا کرتی تھیں تو جو عورت آپ ﷺ کے زمانے میں بے پردہ پھرتی تھیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان عورتوں کو مسلمان نہیں جانتے تھے۔

پردہ مسلمان عورت کا امتیازی نشان ہے

پردہ مسلمان عورتوں کا امتیازی نشان ہے اور حقیقت میں مسلمان اور کفار میں بہت فرق ہے ان کی شکل وصورت میں 'لباس میں' تہذیب میں، ثقافت میں، معیشت میں، معاشرت میں سب چیزوں میں بہت فرق ہے، اور یہ فرق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے لیکن افسوس! آج کا مسلمان اس کو مسلمانوں کا حلیہ' ان کا طریقہ اچھا نہیں لگتا، جبکہ کفار کا حلیہ، کفار کی تعلیم، کفار کی مشابہت میں ہم بہت خوش رہتے ہیں، ان کی نقالی ہم کو بھاتی ہے، پھر کیوں نہ ہم پر فتنے فساد مسلط ہوں؟ پھر کیوں نہ ہم پر اللہ کے عذاب نازل ہوں؟ یہ جو ہم دیکھ رہے ہیں کہ آئے دن کوئی نہ کوئی فساد کھڑا ہوتا ہے، یہاں ہنگامہ ہو گیا، وہاں اتنے آدمی مر گئے یہ سب کیا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کے عذاب کی شکلیں ہیں پھر پیغمبر ﷺ کا ارشاد ہے:

[من تشبه بقوم فهو منهم] (ابو داود) جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انہی میں سے ہے۔

تو مسلمان عورت کا امتیازی نشان پردہ ہے، بے پردہ پھرنا یہ تو یہود و نصاریٰ کی سنت ہے، مسلمان عورت کا پردہ کرنا یہ اس کا اپنا اسکے اوپر حق ہے،

لہذا میری بہنو! تم اپنے حق کو پہچانو، اپنے مقام کو پہچانو، جو اللہ تعالیٰ نے تم کو دیا ہے۔

پردے میں ہی عورت کی عزت ہے

اللہ تعالیٰ نے جو تم کو پردے کا حکم دیا ہے اس میں تمہاری عزت ہے، پردے میں تمہاری عزت محفوظ رہے گی عورتیں خود سوچیں جو بے پردہ نکلتی ہیں، جو لوگ ان کو دیکھتے ہیں وہ کن نظروں سے دیکھتے ہیں، کیا ماں کی نظر سے دیکھتے ہیں؟ یقیناً نہیں۔ تو پھر کیا بیٹی کی نظروں سے دیکھتے ہیں؟ نہیں' بلکہ یقیناً نہیں۔ تو پھر کون سی نظر سے دیکھتے ہیں، غلط نظروں سے' یقیناً غلط نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اب تم خود سوچ لو کہ اس سے زیادہ تمہاری اور کیا بے عزتی ہو سکتی ہے۔

اور پھر یہ بے عزتی تو تم خود کراتی ہو، عورت تو ہر لحاظ سے قابل عزت چیز ہے۔ ماں ہے تو عزت ہے بہن ہے تو بھی عزت ہے، بیٹی ہے جب بھی عزت ہے، بیوی ہے جب بھی عزت ہے، عورت ہر لحاظ سے عزت ہی عزت ہے، اس لئے اپنی عزت کراؤ، تاکہ دوسروں کی بھی عزت محفوظ رہے، اور تمہاری عزت پردے ہی میں محفوظ رہ سکتی ہے۔

عورت کا لفظی معنی

پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے: [المرأة عورة] عورت عربی کا لفظ ہے اور عورت کے معنی ہیں ننگاپن، تو آپ ﷺ کا فرمان ہے عورت پوری کی پوری ننگی ہے، اس کو چھپاؤ اس کو ڈھانپو، اس کو پردے میں رکھو، پھر ہمارے یہاں مستورات کہا

جاتا ہے مستور ستر سے ہے ستر کو چھپایا جاتا ہے کوئی بھی اپنی ستر کو ننگا کر کے نہیں پھرتا البتہ پاگل ضرور اپنی ستر کھول کر پھرتے ہیں، اگر عورتیں اپنے نام پر ہی غور کر لیں جو ان کو کہا جاتا ہے تو یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے، تم مستورات ہو، مستورات ہی بن کر رہو، مکشوفات مت بنو، یعنی کھلی ہوئی۔ دوسری جگہ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوْجَهُمْ﴾(النور آیت ٣٠)

ترجمہ: اے نبی ﷺ مؤمنین کے مردوں کو سمجھا دیجئے کہ وہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾(النور آیت ٣١)

ترجمہ: اور مسلمان عورتوں کو بھی سمجھا دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کریں یہاں کیا حکم ہو رہا ہے مرد اور عورت دونوں اپنی اپنی نظروں کو نیچی رکھیں نہ عورت غیر مرد کو دیکھے نہ غیر مرد غیر عورت کو دیکھے، اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔

یہ حکم اس وقت نازل ہوا تھا کہ جب عورتیں پردے میں رہتی تھیں ان کو حکم ہو رہا ہے کہ اگر عورت جا رہی ہے تو اس کی طرف نظر اٹھا کر مت دیکھو حالانکہ وہ پردے میں ہے پھر عورتوں کو بھی یہی حکم ہے میں نے بتایا تھا کہ غیر مرد سے اگر گفتگو کرنی پڑ جائے تو کس طرح کرے، یہ تمام احکام اللہ تعالیٰ نے اس لئے نازل فرمائے ہیں کہ کسی کو کوئی غلط کام کرنے کا موقع نہ ملے، کیونکہ انسان کے ساتھ شیطان لگا ہوا ہے، پھر دیکھیں حج کے موقع پر احرام باندھا

جاتا ہے احرام کا مطلب ہے کہ اپنے اوپر کئی چیزوں کو حرام کرنا مثلاً سر نہ ڈھانکنا، ٹخنے نہ ڈھانکنا، سلے ہوے کپڑے نہ پہننا اسی طرح عورتوں کا احرام چہرے میں ہے، یعنی وہ چہرہ نہ ڈھانکے ہاتھوں میں دستانے نہ پہنیں، لیکن اگر مرد سامنے آجاتا ہے تو چہرے پر کپڑا ڈال لیا جاتا ہے، ترمذی شریف میں حدیث ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ :

ہم احرام میں ہوتیں لیکن اگر کوئی غیر مرد سامنے آجاتا تو منہ پر کپڑا ڈال لیتیں، اندازہ کریں کہ وہ عورتیں جو پردہ نہیں کرتیں کہ پردے کا کتنا سخت حکم ہے کہ حج کے دوران عورتوں کو چہرہ ڈھانکنا حرام ہے لیکن اس حالت میں بھی اگر غیر مرد سامنے آجاتا ہے تو پردہ کرنا ہے پھر وہ عورتیں اب خود سوچ لیں جو پردہ نہیں کرتیں، وہ کتنا بڑا عذاب اپنے اوپر لے رہی ہیں۔

چہرے اور ہاتھ کا پردہ

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ چہرے اور ہاتھ کا پردہ نہیں ہے اس مسئلہ کو بھی واضح کردوں کہ وہ اس آیت سے غلط استدلال کرتے ہیں جو ایک انتہائی ضعیف حدیث کی وجہ سے ہے، وہ آیت یہ ہے : ﴿وَلاَ يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلاَّ مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ (النور آیت ۳۱) کہ اپنی زینت کو مت ظاہر کرو مگر جو ظاہر ہو جائے۔

اس سے مراد چہرہ اور ہاتھ ہیں، یہ استدلال بالکل غلط ہے جو ایک ضعیف حدیث کی وجہ سے ہے، میں ان حضرات سے سوال کرتا ہوں وہ مجھ کو بتائیں کہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات، آپ ﷺ کی بیٹیاں، اور صحابیات کیا کھول کر پھرا کرتی تھیں جس کو ڈھانکنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے نازل کیا، کیونکہ بقول ہمارے

دوستوں کے "إلاَّ مَا ظَهَرَ مِنْهَا" میں چہرہ اور ہاتھ داخل نہیں ہیں، ازواج مطہرات اور آپ ﷺ کی بیٹیاں اور صحابیات منہ اور ہاتھ کے علاوہ کیا کھول کر پھرا کرتی تھیں جس کو اللہ تعالیٰ نے ڈھانکنے کا حکم دیا ہے، کیا مجھ کو میرے دوست بتا سکتے ہیں؟ اس مسئلہ کو دوسری مثال سے سمجھیں اسلام نے لڑکے کو اجازت دی ہے کہ وہ اس لڑکی کو جس کی اس کے ساتھ منگنی ہوئی ہے شادی ہونے والی ہے دیکھ سکتا ہے؟ تو مانا کہ پردہ ہے جب ہی تو دیکھ سکتا ہے، اگر پردہ نہ ہوتا تو دیکھنے کی اجازت کے کیا معنی؟ اب لڑکا اگر دیکھنا چاہے تو لڑکی والے کہیں کہ لڑکی کا چہرہ اور ہاتھ نہیں دکھائیں گے باقی تم پورا جسم دیکھ لو کیا کوئی اس رشتہ کو قبول کرے گا؟ ہرگز نہیں، لڑکی والے کہیں گے کہ ہم چہرہ اور ہاتھ نہ دکھائیں گے باقی جو تمہارا دل چاہے دیکھ لو کوئی نوجوان اس کو قبول کرے گا؟ کبھی نہیں، کیونکہ اس لئے کہ زینت دراصل چہرہ ہے، حقیقت بھی یہی ہے کہ بنیادی چیز اصل میں چہرہ ہی ہے، چہرے کے بغیر کچھ نہیں ہے، تو اصل میں پردہ ہی چہرے کی بنیادی چیز ہے۔ واقعہ افک میں ایک اور مثال دیتا ہوں اور اس مثال سے اس مسئلے کو سمجھئے آپ نے خود وہ واقعہ اکثر علماء سے سنا ہو گا جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر منافقین نے تہمت لگائی ہے، ام المؤمنین خود بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کا سفر میں ہمیشہ اصول ہوتا کہ ایک آدمی کو پیچھے چھوڑتے تھے، جو ایک منزل پیچھے آتا تھا کہ کسی کی کوئی چیز گر جائے یا کوئی اور معاملہ ہو جائے تو ایک جگہ ہمارے قافلے نے پڑاؤ ڈالا، مجھ کو رفع حاجت کی ضرورت ہوئی میں باہر چلی گئی آپ ﷺ نے قافلے کی روانگی کا حکم دے دیا لوگوں نے میری پالکی اٹھا کر

اونٹ پر رکھ دی، آپ خود بیان فرماتی ہیں کہ میں ان دنوں کافی بیمار تھی، بیماری کے سبب میرا وزن بہت کم ہو گیا تھا، ویسے آپ کا وزن بہت کم تھا آپ دبلی پتلی تھیں تو آپ بیان فرماتی ہیں کہ صحابہ نے میری پالکی اٹھا کر اونٹ پر رکھ دی ان کو یہ محسوس ہی نہیں ہوا کہ میں اندر ہوں یا نہیں، اور قافلہ روانہ ہو گیا، ویسے پردے کی وجہ سے ان کو پالکی کے اندر دیکھنے کی اجازت نہیں تھی، آپ فرماتی ہیں کہ جب میں فارغ ہو کر واپس آئی اور میں نے دیکھا کہ قافلہ وہاں نہیں ہے تو میں بہت پریشان ہوئی، آخر اپنی چادر اوڑھ کر وہیں لیٹ گئی اور دل میں سوچ لیا کہ آگے جا کر جب یہ لوگ مجھے نہ پائیں گے تو خود ہی ڈھونڈتے ہوئے آجائیں گے، اسی حالت میں مجھے نیند آگئی، صبح کے وقت صفوان بن معطل سلمی اس جگہ سے گذرے جہاں میں سو رہی تھی، اور مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے، کیونکہ پردہ کا حکم آنے سے پہلے وہ مجھے بارہا دیکھ چکے تھے، مجھے دیکھ کر انہوں نے اونٹ روک لیا اور بے ساختہ ان کی زبان سے نکل گیا" انا للہ و انا الیہ راجعون" رسول اللہ ﷺ کی بیوی یہیں رہ گئیں، اس آواز سے میری آنکھ کھل گئی، اور میں نے اٹھ کر فوراً اپنے منہ پر چادر ڈال لی، انہوں نے مجھ سے کوئی بات نہ کی، لا کر اپنا اونٹ میرے پاس بٹھا دیا اور الگ ہٹ کر کھڑے ہو گئے میں اونٹ پر سوار ہو گئی اور وہ نکیل پکڑ کر روانہ ہو گئے دوپہر کے وقت ہم نے لشکر کو جا لیا، جب کہ وہ ایک جگہ جا کر ابھی ٹھہرا ہی تھا، اور لشکر والوں کو ابھی تک یہ پتہ نہ چلا تھا کہ میں پیچھے چھوٹ گئی ہوں۔

یہ حدیث بخاری شریف میں ہے اب ذرا غور کریں جیسا کہ ہمارے

دوست کہتے ہیں کہ چہرے اور ہاتھ کا پردہ نہیں ہے تو ام المؤمنین کیا فرما رہی ہیں کہ پردے کا حکم آنے سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا تھا تو اس کا مطلب ہے کہ پردے کا حکم آنے کے بعد کوئی ان کو نہیں دیکھتا یا دیکھ سکتا تھا، ورنہ بی بی صاحبہ کیوں فرماتی کہ انہوں نے مجھے دیکھا تھا، دیکھا تھا ماضی بعید کا صیغہ ہے، وہ یہ کام کرتا تھا، لیکن اب نہیں کرتا، بی بی صاحبہ فرماتی ہیں کہ پردے کا حکم نازل ہونے سے پہلے مجھ کو دیکھا اس کا مطلب بالکل صاف ہے کہ پردے کا حکم آنے کے بعد ہم کو کوئی نہیں دیکھتا تھا کیوں ؟ اس لئے کہ کوئی مسلمان عورت بے پردہ نہیں پھرتی تھی اور سیدھی بات ہے کہ پردے کا حکم آنے کے بعد بھی ام المؤمنین اور مسلمان عورتیں باہر نکلا کرتی تھیں، یقیناً باہر نکلتی ہوں گی، ام المؤمنین کے ان الفاظ پر غور کریں کہ وہ فرماتی ہیں کہ پردے سے پہلے دیکھا تھا، بی بی صاحبہ پردے کا حکم آنے کے بعد کیا باہر نہیں نکلتی تھیں، جو اس صحابی نے ان کو پردے کا حکم آنے کے بعد نہیں دیکھا تھا، مطلب بالکل صاف ہے کہ پردے کا حکم آنے کے بعد کوئی بھی عورت گھر سے بے پردہ نہیں نکلا کرتی تھی بلکہ باپردہ ہو کر گھر سے نکلا کرتی تھیں، تب ہی تو بی بی صاحبہ فرماتی ہیں کہ پردے کا حکم آنے سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا تھا حدیثوں میں اور بہت سی مثالیں موجود ہیں میں اختصار سے کام لے رہا ہوں میرے نزدیک تو سب سے بڑی دلیل وہی ہے کہ چہرے اور ہاتھ کا پردہ نہیں ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے کیا ڈھانکنے کا حکم دیا ہے، کس کس عضو کو چھپانے کا حکم نازل فرمایا ہے، اور ازواج مطہرات اور آپ ﷺ کی بیٹیاں اور مسلمان عورتیں کس کس عضو کو کھول کر پھرتی تھیں، جس کو ڈھانکنے کا حکم دیا،

مجھ کو کوئی بھی نہیں بتا سکتا۔

إلا ما ظهر منها کا مطلب

ان شاء اللہ، إلا ما ظهر منها کا مطلب یہ ہے کہ وہ جس کو چھپایا ہی نہ جا سکے، آپ ﷺ کا فرمان بتایا تھا کہ عورت پوری کی پوری ننگی ہے، اس کو چھپاؤ، اس کو پردے میں رکھو اب اگر کسی مجبوری کی وجہ سے باپردہ ہو کر باہر نکلتی ہے، چل کر جاتی ہے بس یہی ہے إلا ما ظهر منها جو ظاہر ہو جس کو چھپایا ہی نہ جا سکے، کیونکہ وہ چلتی ہے جاتی ہے اس کو تو چھپایا ہی نہیں جا سکتا، بس یہ ہے جس کو چھپایا نہ جا سکے کیونکہ عورت کا اپنے اوپر حق ہے جو اسلام نے اس کو دیا ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر یہ احکام کیوں دیئے :

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ﴾ صالح عورتیں وہ ہیں جو خود اپنی حفاظت کرنے والی ہیں پھر دوسری جگہ دونوں کو روکا :

﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنِینَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾(النور آیت ٣٠)

مردوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی نظروں کو نیچی رکھیں غیر عورتوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں اور عورتوں کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھی غیر مردوں کو نہ دیکھیں، اگر چہرہ کا پردہ نہیں ہے تو پھر اسلام نے غیر مرد کو غیر عورتوں کو دیکھنے سے کیوں منع کیا۔ اصولی بات ہے کہ منع اس چیز سے کیا جاتا ہے جو غلط ہو۔ اپنے لڑکوں کو ہم منع کرتے ہیں کہ فلاں کام مت کرو، کیوں؟ اس لئے کہ یہ کام غلط ہے فلاں سے مت ملو، اس لئے کہ فلاں آدمی غلط ہے، تو

منع جب ہی کیا جاتا ہے کہ اس کے اثرات ہوں، یا وہ کام غلط ہو، اسلام نے عورتوں کو اور مردوں کو منع کیا ہے کہ وہ نظریں نیچی رکھیں نظر اٹھا کر نہ دیکھیں تو ہمارے دوست جو کہتے ہیں کہ چہرے کا پردہ نہیں ہے تو پھر اسلام نے کیوں منع کیا، جب چہرہ کا پردہ نہیں تو دیکھنے سے کیا ہوتا ہے کہ اصل بات یہی ہے کہ اسلام نے منع اسی وجہ سے کیا ہے کہ پردہ ہے، منع ہے، مت دیکھو نظریں نیچی رکھو۔

نابینا آدمی سے پردے کا حکم

آپ ﷺ کے گھر میں دو ازواج مطہرات بیٹھیں تھیں ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوسری حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، کہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے گھر آنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کو حکم دیا کہ پردہ کرو، انہوں نے فرمایا کہ وہ تو نابینا ہیں، پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ تم تو نابینا نہیں ہو، اگر وہ نہیں دیکھ سکتے تم تو دیکھ سکتی ہو؟، اب کیا تاویل کروگے؟ وہ صحابی نابینا ہیں دیکھ نہیں سکتے، لیکن ازواج مطہرات کو منع فرمایا کہ پردہ کرو، اور پردہ کس سے کرو، جو نابینا ہیں، ان سے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ پردہ کرو تم کو حق نہیں ہے کہ غیر مرد کو دیکھو، پردے میں رہو، آپ سوچیں کہ یہ دوست تو کہتے ہیں کہ چہرہ کا پردہ ہی نہیں ہے جبکہ آپ ﷺ نابینا سے بھی پردہ کرنے حکم دے رہے ہیں تو مسئلہ بالکل صاف ہے اسلام میں پردہ ہے اور اس طرح بے پردہ عورتوں کا نکلنا سخت منع ہے قرآن حکیم نے عورتوں کو سمجھایا ہے: ﴿وقرن فی بیوتکن﴾ عورتوں کو سمجھایا کہ تمہارا مقام گھر میں ہے، تمہاری حکومت چار دیواری میں ہے، تمہاری محنت، تمہاری کوشش جو کچھ کرنا

ہے چاردیواری میں کرنا ہے اگر کسی کام سے باہر نکلنا پڑ جائے تو: ﴿ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى﴾ تو بن سنور کر بے پردہ مت نکلا کرو، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں عورتیں اس طرح نکلتی تھیں، تو یہ عورتوں کا بن سنور کر بے پردہ نکلنا بالکل غلط ہے، اسلام نے اس کو ختم کیا ہے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: [موضوع تحت قدميّ هاتين] جاہلیت کے زمانے کی جتنی بھی رسمیں تھیں وہ میں نے اپنے قدموں کے نیچے روند دیں۔

آج پھر مسلمان ان کاموں کو کر رہے ہیں جن کو پیغمبر ﷺ نے اپنی ۲۳ سالہ نبوت کی زندگی میں ختم کیا، زمانہ جاہلیت کی جہاں اور رسمیں تھیں وہیں قرآن حکیم کی اس آیت سے ہم کو پتہ چلتا ہے کہ جاہلیت کے دور میں عورتیں بن سنور کر بے پردہ نکلا کرتی تھیں، اس لئے میری بہنو! تم اپنے مقام کو پہچانو، اپنی عزت کو بے پردہ ہو کر ارزاں مت کرو، تم کو اللہ تعالیٰ نے شرم وحیا کے زیور سے آراستہ کیا ہے، تم واقعی شرم وحیا کی پتلیاں ہو، اپنی شرم وحیا کو پردوں میں چھپا کر ہی محفوظ رکھ سکتی ہو، میں نے جیسا کہ شروع میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی قوانین وضع کئے ہیں وہ ہماری فطرت کے مطابق ہیں اگر تم سنجیدگی سے سوچو تو حقیقت میں تم اسی نتیجہ پر پہنچو گی کہ تمہاری شرم وحیا تمہاری عصمت وعفت کی حفاظت صرف اور صرف تب ہی ہو سکتی ہے کہ جب تم اسلامی احکام اور تعلیم پر عمل کرو گی، تم شرم وحیا کے مجسمے ہو تم اپنے باپ اپنی ماں، اپنے بھائی اور اپنے خاوند کی عزت ہو، بلکہ تم پورے خاندان کی عزت ہو، اور ایک خاندان کی نگہبان ہو، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے بھی تمہارے لئے ایسے قوانین بنائے ہیں کہ کوئی

شیطان تمہاری طرف غلط ارادے سے ہاتھ نہ بڑھا سکے، احتیاطی ضابطوں پر پھر نظر ڈال لو، ﴿فلا تخضعن بالقول﴾ کسی سے ایسے انداز میں گفتگو نہ کرو کہ کسی بیمار کو کوئی اور موقع مل جائے، ﴿ولا یضربن بأرجلھن﴾ زور سے پاؤں بھی زمین پر مار کر مت چلو کہ کہیں تمہاری خفیہ زینت ظاہر نہ ہو جائے، خوشبو لگا کر بازار میں مت جاؤ، بے پردہ بازار میں مت جاؤ، یہ صرف اس لئے ہے کہ تم محفوظ رہو، تمہاری وجہ سے اوروں کی بھی عزتیں محفوظ رہیں اور جو آج کل ہم فتنہ وفساد میں گھرے ہوئے ہیں اس میں بھی تمہاری بے پردگی کا بڑا ہاتھ ہے یہ سارے فتنہ وفساد بھی، ان شاء اللہ فرو ہو جائیں گے۔

تو میرے بھائیو اور بہنو! ہم کو برائی سے روکنے والی چیز حیا ہے۔ حیا ایسی چیز ہے کہ جس کی پاسداری کرنے سے تمام برائیاں ختم ہو سکتی ہیں، اور اگر حیا نہیں ہے تو پھر کچھ باقی نہیں رہتا، پیغمبر ﷺ نے فرمایا:

[اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلاَمِ النُّبُوَّةِ اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ] (البخاری جلد۲:۱۰۸۲) رقم الحدیث ۳۴۸۴)

فرمایا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ چلایا ہے تب ہی سے یہ فیصلہ چلا آتا ہے یہ کلمہ چلا آتا ہے: [اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِيْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ]

کہ کوئی چیز بھی برائیوں سے روکنے والی نہیں مگر حیا ہے، اگر حیا نہیں تو پھر انسان جو چاہے کرتا رہے، لہذا حیاء ہی مسلمانوں کا سب سے بڑا زیور ہے، خاص کر عورتوں کا اس لئے ہم کو تمام بے حیائی کے کاموں سے بچنا چاہیئے ایک دوسرے کے حقوق کا خیال کرنا چاہیئے، اخلاق وکردار سے رہنا چاہیئے، اللہ تعالیٰ

سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو صحیح اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

جمعیت اہلحدیث سندھ (کراچی ڈویژن) کی مطبوعات

حقوق العباد	علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی
عید میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت	علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی
اللہ کا سہارا مضبوط	علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی
برو اہل حدیث	علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی
نماز نبوی ﷺ سنت سے محبت کرنے والوں کے لئے تحفہ	علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی
حق و باطل عوام کی عدالت میں	علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی
[illegible] صحابہ تم کہاں رہے)	علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی
امام صحیح العقیدہ ہونا چاہیے	علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی
فاتحہ خلف الامام	علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی
گلستان جمعہ	پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ
اسلامی انقلاب کی واحد سبیل شریعت محمدی (جمعۃ المبارک کا خطبہ)	پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ
مسلمان حکمران کی ذمہ داریاں	پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ
[illegible] پاکستان اور اسلام (اہم خطاب)	پروفیسر عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ تعالیٰ
حج و عمرہ	الشیخ عبدالعزیز بن باز (علامہ احسان الٰہی ظہیر)
پردہ	شیخ محمد الصالح العثیمین حفظہ اللہ تعالیٰ
نماز باجماعت کی اہمیت اور مسجد کا حق	الشیخ محمد بن عبدالعزیز [illegible] حفظہ اللہ تعالیٰ
پیغام	پروفیسر طالب الرحمن زیدی
شاہ محقق پر کیا لکھا	حافظ طیب الرحمن زیدی
گانا بجانا اور نشہ	ابو سعید (ناظر حقانی) حافظ ایوب صاحب
متنازعہ مسائل کے قرآنی فیصلے	
حصن المسلم (مسنون اذکار کی بہترین کتاب)	الشیخ سعید بن علی بن وھف القحطانی
نماز میں خشوع اور عاجزی (یعنی سینے پر ہاتھ باندھنا)	علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی
اصول اہل حدیث	علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی
نماز کی مسنون دعائیں	علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی
اسلام میں عورت کا مقام	علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی
تفریح سیدنا الشیخی	علامہ سید ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی